انتخابِ کلامِ مُظفّر وارثی

♦ حمد ♦ نعت ♦ منقبت ♦ سلام ♦ غزلیات ♦

پیشکش، ترتیب و تدوین، انتخاب

ابو المیزاب اویس قادری

نوٹ: اس مجموعہ کو مرتب کرنے کے لئے مختلف ویب سائٹس پر موجود کلام، مجموعہ الحمد، مجموعہ صاحب التاج، مظفر وارثی صاحب کی پڑھی ہوئی نعتوں کی آڈیو اور دیگر نعت خوانوں کے پڑھے ہوئے کلام سے مدد لی گئی ہے۔

حمد

صفحہ نمبر

نعت

منقبت

سلام

غزلیات

علیحدہ

حمد

آنکھ اٹھے تیرے لیے کھلتے ہیں لب تیرے لیے
میرا جینا میرا مرنا میرے رب تیرے لیے

دائرہ تیری رضا، پرکار میری زندگی
ہر تمنا، ہر ارادہ، ہر طلب تیرے لیے

مسجدِ الفاظ میں بھی دے رہا ہوں میں اذاں
میرا فن، میرا ہنر، میرا ادب تیرے لیے

رات کو اکثر تلاشی لوں ضمیر و ذہن کی
اپنے اندر بھی لگاتا ہوں نقب تیرے لیے

کیسے ہو سکتا ہے مجھ سے منحرف اِک سانس بھی
وقف میں نے کر دیا ہے خود کو جب تیرے لیے

میری باقی عمر کے دن قیمتی ہیں کس قدر
میرا ہر لمحہ بسر ہوتا ہے اب تیرے لیے

روشنی ہو یا اندھیرا تجھ سے میں غافل نہیں
میرا دن تیرے لیے ہے میری شب تیرے لیے

تیرے مدّاحوں میں شامل ہے مُظفّر کا بھی نام
اس نے دنیا سے لیا ہے یہ لقب تیرے لیے

ہر ایک لمحے کے اندر قیام تیرا ہے
زمانہ ہم جسے کہتے ہیں نام تیرا ہے

ورائے اول و آخر ہے تو مرے مولیٰ
نہ ابتدا نہ کوئی اختتام تیرا ہے

تری ثنا میں ہے مصروف بے زبانی بھی
سکوتِ وقت کے لب پہ کلام تیرا ہے

شعور نے سفر لاشعور کر دیکھا
تمام لفظ ہیں اسکے 'دوام' تیرا ہے

تمام عمر کٹے اِک طویل سجدے میں
اِس اختصار کی بخشش بھی کام تیرا ہے

بہت قریب ہے فطرت سے روحِ انسانی

ہر اِک نظام سے بڑھ کر نظام تیرا ہے

وہ خود کو جان گیا جس نے تجھ کو پہچانا

وہ محترم ہے جسے احترام تیرا ہے

ہر ایک سانس سے آواز آرہی ہے تری

مرا دھڑکتا ہُوا دل، پیام تیرا ہے

کہاں بیانِ مُظفّرؔ کہاں بڑائی تری

جو تھا جو اب ہے جو ہو گا، تمام تیرا ہے

وہ سب کا مالک ہے جس کا عرشِ مُعلّیٰ

اللہ ہی اللہ ہے بس یارو اللہ ہی اللہ

ذہن و دل سے اِک پردہ سا ہٹتا جائے

اوراقِ روز و شب وقت پلٹتا جائے

پڑھتا جاؤں قدرت کا رنگین مجلّہ

اللہ ہی اللہ ہے بس یارو اللہ ہی اللہ

دریا صحرا سورج چاند ستارے اس کے

منظر اور رُتیں اس کی ہم سارے اُس کے

اپنی پونجی اِک پیشانی ایک مُصلّیٰ

اللہ ہی اللہ ہے بس یارو اللہ ہی اللہ

ساری دنیا فانی باقی ذات اُسی کی

یہ دنیا میخانہ ساقی ذات اُسی کی

تھام لو اُس کی رسی اُس کے نبی کا پَلّہ

اللہ ہی اللہ ہے بس یارو اللہ ہی اللہ

دنیا اِک شہکار ہے مولا کی ندرت کا

کرتے ہیں اعلان سبھی اس کی قدرت کا

مٹی، پانی، آگ، ہوا، پھل، میوے، غلّہ

اللہ ہی اللہ ہے بس یارو اللہ ہی اللہ

جس کے بس میں جان مری اُس کے گن گاؤں

آتی جاتی سانسوں پر میں کیا اتراؤں

راکھ کا ڈھیر بنا دے موت کا ایک ہی ہلّہ

اللہ ہی اللہ ہے بس یارو اللہ ہی اللہ

دیکھ رہا ہوں میں اپنا انجام مُظفّرؔ

میرے تن پر ہے پیلا احرام مُظفّرؔ

پاؤں کے انگوٹھے میں لوہے کا چھلّا

اللہ ہی اللہ ہے بس یارو اللہ ہی اللہ

لبِ ازل کی صدا لَا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ
ازل سے قبل بھی تھا لَا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ

دلیل کیا ہے کسی ماسوا کے ہونے کی
گواہ ساری خدائی خدا کے ہونے کی
نوائے کُن کی بنا لَا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ

حدِ شعور، سُراغِ بلندی و پستی
حصارِ مشرق و مغرب، احاطہِ ہستی
مدارِ ارض و سما لَا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ

چراغِ ذہن، ضیائے نگاہ، نُورِ جبیں
جمالِ عشق، وقارِ خودی، اساسِ یقیں
متاعِ صبر و رضا لَا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ

اذانِ گردشِ دوراں، نمازِ جنّ و بشر
وظیفہِ شجر و سنگ، وردِ شمس و قمر
دعائے ابر و وہوا لَا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ

نظر میں وسعتِ کون و مکاں کو ضم دیکھے
کمالِ رحمتِ حق پھر قدم قدم دیکھے
کہے تو کوئی ذرا لَا اِلٰہ اِلّا اللہ

رکھی گئی تھیں اِسی پر وطن کی بنیادیں
خدا کرے کہ فلک ہم ان کو پہچادیں
پکارتی ہے فضا لَا اِلٰہ اِلّا اللہ

ہر ایک شے کو فنا ہے ہر اسم ہے فانی
یہ کائنات کا سارا طلسم ہے فانی
بس ایک حَرفِ بقا لَا اِلٰہ اِلّا اللہ

★★★★

میں تیرا فقیر ملنگ خدا
مجھے اپنے رنگ میں رنگ خدا

خوشبو کی طرح ہر چند رہوں
تری مٹھی میں ہی بند رہوں
تری یاد سے بہرہ مند رہوں
گم تجھ میں تری سوگند رہوں
دم دم تو میرے سنگ خدا
مجھے اپنے رنگ میں رنگ خدا

تو دن میں ہے تورات میں ہے
ہر پھول میں ہے ہر پات میں ہے
مری سوچ مرے نغمات میں ہے
مری روح میں ہے مری ذات میں ہے
ترا نُور ترا آہنگ خدا
مجھے اپنے رنگ میں رنگ خدا

مرا ظاہر اندر جیسا ہو

منظر، پس منظر جیسا ہو

مرا عشق سمندر جیسا ہو

اور تیرے پیمبر جیسا ہو

مرے جینے کا ہر ڈھنگ خدا

مجھے اپنے رنگ میں رنگ خدا

تری رحمت یوں اپنائے مجھے

آنکھوں پر وقت بٹھائے مجھے

تجھ بن اک سانس نہ آئے مجھے

شیطان اگر بہکائے مجھے

کروں اپنے آپ سے جنگ خدا

مجھے اپنے رنگ میں رنگ خدا

سینہ ہو مرا شیشے کی طرح

اور بینائی جھرنے کی طرح

آواز بھی ہو شعلے کی طرح

چمکوں میں سدا ہیرے کی طرح

مجھے لگنے نہ پائے زنگ خدا

مجھے اپنے رنگ میں رنگ خدا

★★★★

اے خدا اے خدا

یہ زمیں یہ فلک، ان سے آگے تلک
جتنی دنیائیں ہے، سب میں تیری جھلک
سب سے لیکن جدا اے خدا اے خدا

ہر سحر پھوٹتی ہے نئے رنگ سے
سبزہ و گل کھلے سینۂ سنگ سے
گونجتا ہے جہاں تیرے آہنگ سے
جس نے کی جستجو مل گیا اُس کو تو
سب کا تو راہنما اے خدا اے خدا

ہر ستارے میں آباد ہے اک جہاں
چاند سورج تیری روشنی کے نشاں
پتھروں کو بھی تو نے عطا کی زباں
جانور آدمی کر رہے ہیں سبھی
تیری حمد و ثنا اے خدا اے خدا

نُور ہی نُور بکھرا ہے کالک نہیں

دُوسرا کوئی حدِ گماں تک نہیں

تیری وحدانیت میں کوئی شک نہیں

لاکھ ہوں صورتیں ایک ہی رنگ میں

تو ہے جلوہ نما اے خدا اے خدا

سونپ کر منصبِ آدمیت مجھے

تو نے بخشی ہے اپنی خلافت مجھے

شوقِ سجدہ بھی کر اب عنایت مجھے

خم رہے میرا سر تیری دہلیز پر

ہے یہی التجا اے خدا اے خدا

گل میں خوشبو تری، سورج میں اجالا تیرا
پائے ہر شے میں تجھے ڈھونڈنے والا تیرا

کس کی تعمیر و ترقی میں ترا ہات نہیں
لغزشِ پا کا مداوا تو کوئی بات نہیں
روک لے گرتی فصیلوں کو سنبھالا تیرا

بے سفینہ بھی وہ لہروں پہ ٹھہر سکتا ہے
وہ ہر اِک راہِ حوادث سے گزر سکتا ہے
آسرا ہو جسے اللہ تعالیٰ تیرا

جو بہر حال نہ شاکر ہوں وہ کب ہیں تیرے
آزمائش کے طریقے بھی عجب ہیں تیرے
اور اندازِ کرم بھی ہے نرالا تیرا

نہ تردد نہ تصنع نہ تکلف کوئی
جب کراتا ہے مُظفّر کا تعارف تیرا
شکر ہے پہلے وہ دیتا ہے حوالہ تیرا

اپنی لگن لگا دے، مولا، اپنی لگن لگا دے
دل سے کالا نقطہ نوچ کے اجلی کرن لگا دے

تیری جانب کھلنے والے در کھل جائیں مجھ پر
سارے منظر سارے پس منظر کھل جائیں مجھ پر
روح کے اندر باہر آنکھوں کی انجمن لگا دے
اپنی لگن لگا دے، مولا، اپنی لگن لگا دے

اپنی تنہائی کے حلقے میں مصروف رہوں میں
چپ رہ کر بھی تیرے ذکر میں ہی مصروف رہوں میں
میری خاموشی کو گویا قفلِ سخن لگا دے
اپنی لگن لگا دے، مولا، اپنی لگن لگا دے

میں قطرہ ہوں دریا میں گر کر قطرہ ہو جاؤں
کھوج نہ اپنا لگا سکوں تجھ میں ایسا کھو جاؤں
ہر دم اپنے دھیان کی دھن میں میرا بھی من لگا دے
اپنی لگن لگا دے، مولا، اپنی لگن لگا دے

★★★★

کوئی تو ہے جو نظامِ ہستی چلا رہا ہے، وہی خدا ہے
دکھائی بھی جو نہ دے، نظر بھی جو آ رہا ہے وہی خدا ہے

تلاش اُس کو نہ کر بتوں میں، وہ ہے بدلتی ہوئی رُتوں میں
جو دن کو رات اور رات کو دن بنا رہا ہے، وہی خدا ہے

وہی ہے مشرق وہی ہے مغرب، سفر کریں سب اُسی کی جانب
ہر آئینے میں جو عکس اپنا دکھا رہا ہے، وہی خدا ہے

کسی کو سوچوں نے کب سراہا، وہی ہوا جو خدا نے چاہا
جو اختیارِ بشر پہ پہرے بٹھا رہا ہے، وہی خدا ہے

نظر بھی رکھے، سماعتیں بھی، وہ جان لیتا ہے نیتیں بھی
جو خانۂ لاشعور میں جگمگا رہا ہے، وہی خدا ہے

کسی کو تاجِ وقار بخشے، کسی کو ذلت کے غار بخشے
جو سب کے ماتھے پہ مہرِ قدرت لگا رہا ہے، وہی خدا ہے

سفید اُس کا سیاہ اُس کا، نفس نفس ہے گواہ اُس کا
جو شعلہء جاں جلا رہا ہے، بُجھا رہا ہے، وہی خدا ہے

تصور سے بھی آگے تک در و دیوار کُھل جائیں
میری آنکھوں پہ بھی یارب تیرے اسرار کُھل جائیں

میں تیری رحمتوں کے ہاتھ خود کو بیچنے لگوں
مری تنہائیوں میں عشق کے بازار کُھل جائیں

جوارِ عرشِ اعظم اس قدر مجھ کو عطا کر دے
مرے اندر کے غاروں پر ترے انوار کُھل جائیں

اتاروں معرفت کی ناؤ جب تیرے سمندر میں
تو مجھ پر بادبانوں کی طرح منجدھار کُھل جائیں

اندھیروں میں بھی تو اتنا نظر آنے لگے مجھ کو
کہ سناٹے بھی مانندِ لبِ اظہار کُھل جائیں

مرے مالک مرے حرفِ دعا کی لاج رکھ لینا
ملے توبہ کو رستہ، بابِ استغفار کُھل جائیں

مظفر وارثی کی اس قدر تجھ تک رسائی ہو
کہ اس کے ذہن پر سب معنیٔ افکار کُھل جائیں

نعت

نبیوں کے نبی،اُمّی لقَبی، کونین کے والی! میں تیرا سوالی

کر مجھ کو عطا، تھوڑی سی ضیا

تارے تیرے موتی،چندا تیری تھالی ! میں تیرا سوالی

یہ کس نے کہا سایہ ہی نہ تھا

مجھ کو نظر آیا ہر سُو تیرا سایا

جو تیرا ہُوا رَبّ اُس کا ہُوا

پائی ہے خدائی جس نے تجھے پایا

اے سرورِ دیں! شب جس کی نہیں

بانٹے وہ سویرا، کملی تیری کالی! میں تیرا سوالی

ساقی میرا تُو، بھر میرا سبو

دریا ہوں کہ جھیلیں،سب تیری سبیلیں

خورشیدِ حرِا، امبر سے گِرا

آہوں کی طنابیں،دُوری کی فصیلیں

فردوس میرا، روضہ ہے تیرا

پلکوں میں پِرودے دیوار کی جالی! میں تیرا سوالی

محبوبِ خدا، اے نُورِ ہُدٰی
چمکے میرا سینہ بن جائے مدینہ
کرتی ہے انا، اب تیری ثنا
اس پار لگا دے لفظوں کا سفینہ
رکھ میرا بھرم، دے شاہِ امم
حسّان کی نظریں، آواز بلالی ! میں تیرا سوالی

بس ایک یہی حسرت ہے میری
دل موت سے پہلے کچھ تجھ سے بھی کہہ لے
بھڑکے جو طلب، ہو درد عجب
اب تیرا مظفرؔ یادوں سے نہ بہلے
رحمت کی نظر ہو جائے اگر
بن جائے گلستاں، سُوکھی ہوئی ڈالی ! میں تیرا سوالی

مُفلسِ زندگی اب نہ سمجھے کوئی مجھ کو عشقِ نبی اِس قدر مل گیا
جگمگائے نہ کیوں میرا عکسِ درُوں ایک پتھر کو آئینہ گر مل گیا

جس کی رحمت سے تقدیرِ انساں کُھل اُس کی جانب ہی دروازہءجاں کُھلے
جانے عمرِ رواں لے کے جاتی کہاں خیر سے مُجھ کو خیر البشر مل گیا

محورِ دوجہاں ذات سرکار کی اور مری حیثیت ایک پرکار کی
اُس کی اِک رہگزر طے نہ ہو عمر بھر قبلہءآرزو تو مگر مل گیا

اُس کا دیوانہ ہوں اُس کا مجذوب ہوں کیا یہ کم ہے کہ میں اُس سے منسوب ہوں
سرحدِ حشر تک جاؤں گا بے دھڑک مجھ تو اتنا توزادِ سفر مل گیا

جس طرف سے بھی گزریں مری خواہشیں مجھ سے بچ کر نکلتیں رہیں لغزشیں
جب جُھکائی نظر، جُھک گیا میرا سر نقشِ پا اُس کا ہر موڑ پر مل گیا

ذہن بے رنگ تھا، سانس بے روپ تھی روح پر معصیت کی کڑی دھوپ تھی
اُس کی چشمِ غنی رونقِ جاں بنی چھاؤں جس کی گھنی وہ شجر مل گیا

جب سے مجھ پر ہُوا مصطفےٰ کا کرم بن گیا دل مظفر چراغِ حرم
زندگی پھر رہی تھی بھٹکتی ہوئی میری خانہ بدوشی کو گھر مل گیا

حَیَّ علٰی خَیر العَمَل

آنکھیں بچھا پیروں تلے، جن پر میرے آقا چلے
چل تُو بھی اُن راہوں پہ چل، حَیَّ علٰی خَیر العَمَل

اپنی طرف تکتا نہیں، تُجھ سا کوئی یکتا نہیں
جھونکا کسی طوفان کا، تجھ کو بجھا سکتا نہیں
کر بیعَتِ عشق ووفا، بن جا چراغِ مصطفٰے
سینے میں جل ہاتھوں پہ جل، حَیَّ علٰی خَیر العَمَل

جب فرض تُجھ کو یاد ہے، پھر تُجھ پہ کیوں اُفتاد ہے
شاگردیِ دنیا نہ کر، تُو وقت کا استاد ہے
دل سرورِ دیں سے لگا، آنکھیں نہیں قسمت جگا
چہرہ نہیں شیشہ بدل، حَیَّ علٰی خَیر العَمَل

سارے صنم مِسمار کر، خَیرُ البشر سے پیار کر
رکھ کر نبی کو سامنے، آرائشِ کردار کر
اپنائے گی رحمت تُجھے، مِل جائے گی جنّت تُجھے
اپنے عذابوں سے نکل، حَیَّ علٰی خَیرِ العَمَل

کیوں سرد ہے تیرا لہو، مایوس کیوں اتنا ہے تُو
قرآن کی آواز میں، سُن نغمہِ لَا تَقنَطُو
تُجھ میں تو اس کی باس ہے، جس جانِ حق کے پاس ہے
تیری ہر اِک مشکل کا حل، حَیَّ علٰی خَیرِ العَمَل

سینے میں وہ شمعیں ڈھلیں، جو قبر کے اندر جلیں
سِکّے وہ اپنے پاس رکھ، جو آخرت میں بھی چلیں
اندر سے بھی ہو جا ہرا، کھلنے سے پہلے مُسکرا
گرنے سے پہلے ہی سنبھل، حَیَّ علٰی خَیرِ العَمَل

نبی کا نام جب میرے لبوں پر رقص کرتا ہے
لہو بھی میری شریانوں کے اندر رقص کرتا ہے

میری بے چین آنکھوں میں وہ جب تشریف لاتے ہیں
تصوّر اُن کے دامن سے لِپٹ کر رقص کرتا ہے

وہ صحراؤں میں بھی پانی پلا دیتے ہیں پیاسوں کو
کہ اُن کی انگلیوں میں بھی سمندر رقص کرتا ہے

پڑے ہیں نقشِ پائے مصطفٰے کے ہار گردن میں
جبھی تو روح لہراتی ہے پیکر رقص کرتا ہے

خیال آتا ہے جب بھی گرمیِ روزِ قیامت کا
غمِ عصیاں سرِ دریائے کوثر رقص کرتا ہے

زمین و آسماں بھی اپنے قابو میں نہیں رہتے
تڑپ کر جب محمدؐ ﷺ کا قلندر رقص کرتا ہے

لگی ہے بھیڑ اُس کے گرد یہ کیسی فرشتوں کی
یہ کس کا نام لے لے کر مُظفّرؔ رقص کرتا ہے

تیرے تیور، میرا زیور
تیری خوشبو، میری چادر
تیرا شیوہ، میرا مسلک، وَرَفَعنا لَکَ ذِکرَک

میری منزل، تیری آہٹ
میرا سدرہ، تیری چوکھٹ
تیری گاگر، میرا ساگر
تیرا صحرا، میرا پنگھٹ
میں ازل سے ترا پیاسا
نہ ہو خالی میرا کاسہ
تیرے واری ترا بالک، وَرَفَعنا لَکَ ذِکرَک

تیری مدحت، میری بولی
تُو خزانہ، میں ہوں جھولی
تیرا سایہ، میری کایا
تیرا جھونکا، میری ڈولی
تیرا رستہ، میرا ہادی
تیری یادیں، میری وادی
تیرے ذرّے، میرے دیپک، وَرَفَعنا لَکَ ذِکرَک

تیرے دم سے دلِ بینا
کبھی فاراں، کبھی سینا
نہ ہو کیوں پھر تیری خاطر
میرا مرنا میرا جینا
یہ زمیں بھی ہو فلک سی
نظر آئے جو دھنک سی
تیرے در سے میری جاں تک ،وَرَفَعنالَکَ ذِکرَک

میں ہوں قطرہ، تُو سمندر
میری دنیا تیرے اندر
سگِ داتا میرا ناتا
نہ ولی ہوں ،نہ قلندر
تیرے سائے میں کھڑے ہیں
میرے جیسے تو بڑے ہیں
کوئی تجھ سا نہیں بے شک
وَرَفَعنالَکَ ذِکرَک

میں ادھورا، تو مکمل

میں شکستہ،تو مسلسل

میں سخنور،تو پیمبر

میرا مکتب،ترا اک پل

تیری جنبش،میرا خامہ

تیرا نقطہ،میرا نامہ

کیا تُو نے مجھے زیرک،وَرَفعنا لکَ ذِکرَک

میری سوچیں ہیں سوالی

میرا لہجہ ہو بلالی

شبِ تیرہ، کرے خیرہ

میرے دن بھی ہوں مثالی

تیرا مظہر ہو میرا فن

رہے اُجلا میرا دامن

نہ ہو مجھ میں کوئی کالک،وَرَفعنا لکَ ذِکرَک

نہ میرے سخن کو سخن کہو نہ مری نوا کو نوا کہو
میری جاں کو صحنِ حرم کہو مرے دل کو غارِ حرا کہو

میں لکھوں جو مدحِ شہہِ اُمم اور جبرائیل بنیں قلم
میں ہوں ایک ذرہء بے درہم مگر آفتابِ ثناء کہو

طلبِ شہہِ عربی کروں میں طوافِ حُبِ نبی کروں
مگر ایک بے ادبی کروں مجھے اُس گلی کا گدا کہو

نہ دھنک، نہ تارا، نہ پھول ہوں قدمِ حضور کی دُھول ہوں
میں شہیدِ عشقِ رسول ہوں میری موت کو بھی بقا کہو

جو غریب عشق نورد ہو اُسے کیوں نہ خواہشِ درد ہو
میرا چہرہ کتنا ہی زرد ہو میری زندگی کو ہرا کہو

ملے آپ سے سندِ وفا ہوں بلند مرتبہ ءصفا
میں کہوں محمدِ ﷺ مصطفیٰ کہو تم بھی صلے علیٰ کہو

وہ پیام ہیں کہ پیامبر وہ ہمارے جیسا نہیں مگر
وہ ہے ایک آئینہ ءبشر مگر اُس کو عکسِ خدا کہو

یہ مظفر ایسا مکین ہے کہ فلک پہ جس کی زمین ہے
یہ سگِ براق نشین ہے اسے شہسوارِ صبا کہو

محمدِ مصطفیٰ ﷺ کو دیکھو

وہ اپنے کردار کی زبانی

بتائے قرآن کے معانی

اس آئینے میں خدا کو دیکھو

محمدِ مصطفیٰ ﷺ کو دیکھو

سماعتوں پر یقین کرنا

دھوئیں کے اندر ہے رنگ بھرنا

ابد کی آنکھیں بھی جس کو دیکھیں

وہ کُہسارِ ازل کا جھرنا

جبینِ خیر البشر سے پھُوٹے

یقینِ اہلِ نظر سے پھُوٹے

فنا کے پتلو! بقا کو دیکھو

محمدِ مصطفیٰ ﷺ کو دیکھو

ہزاروں لوگ ایسے محترم ہیں
جو صاحبِ خامہ و عَلم ہیں
وہ خاکِ پا بھی نہیں نبی کی
وہ سب اکٹھے بھی اُس سے کم ہیں
بڑے بڑوں سے بھی وہ بڑا ہے
افق کے منبر پہ وہ کھڑا ہے
خطیبِ ارض و سما کو دیکھو
محمدِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دیکھو

وہ دستِ رحمت دراز رکھے
نگاہِ عالم نواز رکھے
گناہ سے اپنے اُمتی کو
وہ خلوتوں میں بھی باز رکھے
دریچہ ءروح سے وہ جھانکے
کُھلے ہیں در اُس پہ ہر مکاں کے
مکینِ دارالہدیٰ کو دیکھو
محمدِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دیکھو

ہر ایک سانس اُس کی زندگی کا

ہے ایک مینارِ روشنی کا

جریدہءوقت پر رقم ہے

ہر ایک لمحہ میرے نبی کا

اگر کوئی ذات دائمی ہے

تو صرف میرے حضور کی ہے

ہر اک صدی کی صدا کو دیکھو

محمدِ مصطفیٰ ﷺ کو دیکھو

ہر ایک فرزندِ ارضِ خاکی

رہا پناہوں میں مصطفےٰ ﷺ کی

کوئی کہیں کا، کوئی کہیں کا

نہ کوئی بد دل، نہ کوئی شاکی

جو درسگاہِ نبی سے نکلے

غلام بھی شاہ بن کے نکلے

معلمِ ارتقاء کو دیکھو

محمدِ مصطفیٰ ﷺ کو دیکھو

قدم اُٹھائے جہاں پہ رکھ کر

چراغ سے ہر نشاں پی رکھ کر

کھلائے کَوڑی کو بھی وہ حلوہ

خود اپنی نوکِ زباں پہ رکھ کر

زمانہ لائے نظیر اُس کی

فلاحِ انساں فقیر اُس کی

کمال ہے جس ادا کو دیکھو

محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو

★★★★

نبی کے راستے کی خاک لوں گا
میں سب سے قیمتی پوشاک لوں گا

محل مینار کیا کرنے ہیں مجھ کو
مدینے کے خس و خاشاک لوں گا

شاہِ کونین کی فاقہ کشی سے
میں اپنی روح کی خوراک لوں گا

میری نامہ بری آنسو کریں گے
میں ان سے دیدہ نمناک لوں گا

میری خواہش اگر پوچھی انہوں نے
میں استحکام ارض پاک لوں گا

حضور آئیں گے جب میری لحد میں
زمین سے قیمت افلاک لوں گا

ملی جا ہی اگر جنت میں کوئی
تو دہلیز شاہ لولاک لوں گا

میں ان سے آخری دم تک مظفر
بصیرت آگہی ادراک لوں گا

نبی نبی بس پکارتا ہوں

زباں پہ جب درود آئے

تلاطموں میں وجود آئے

لہو میں کشتی اتارتا ہوں

نبی نبی بس پکارتا ہوں

جب انکی یادوں کا آئے ریلا

لگے ہرے گنبدوں کا میلا

میں اپنے اندر ہجوم بن کر

طواف کرتا رہا اکیلا

حرم سے نکلے حضور عالی

میں ان کے ہمراہ چلنے والی

ہواؤں کا روپ دھارتا ہوں

نبی نبی بس پکارتا ہوں

عجیب ہے عشق مصطفی بھی
بقا کی معراج ہے فنا بھی
کسی کو چاہے گا کون اتنا
میں ان کا عاشق مرا خدا بھی
برسنے لگتا ہے نور ان کا
ہو غائبانہ ظہور ان کا
میں جب اپنی آنکھیں پسارتا ہوں
نبی نبی بس پکارتا ہوں

نگاہ میں جسم کو چھپا کر
میں دیکھوں جب روزنوں سے جا کر
زمین کے نیچے ہیں جلوہ فرما
میرے نبی عرش کبریا پر
میں لامکاں کی بلندیوں کو
خدا کی سب حلقہ بندیوں کو
حرم کے اوپر سے وارتا ہوں

نظر جب ان کا جمال لوٹے

تو ایک پل کو نہ ربط ٹوٹے

کھلیں تسلسل کی وادیوں میں

وہ مستقل رنگ پھول بوٹے

ہری بھری ہو حیات ساری

مہک اٹھے کائنات ساری

افق افق ہاتھ مارتا ہوں

نبی نبی بس پکارتا ہوں

تڑپ کے صدقے، وفا کے صدقے

طلب کے صدقے، دعا کے صدقے

پڑا رہوں مصطفی کے در پر

تصور مصطفی کے صدقے

پروؤں دل درد کی لڑی میں

کسے خبر اک گھڑی میں

میں کتنی صدیاں گزارتا ہوں

نبی نبی بس پکارتا ہوں

غم قیامت ہو کیا مظفر
سنے گا نعتیں خدا مظفر
میں کیا کروں کچھ مجھے نہ سوجھے
نبی نبی کے سوا مظفر
فراق ہی جب وصال ٹھہرے
سکوت ہی جب دھمال ٹھہرے
تو دل تو دل جاں بھی ہار تا ہوں
نبی نبی بس پکار تا ہوں

★★★★

اویسیوں میں بیٹھ جا، بلالیوں میں بیٹھ جا
طلب ہے کچھ تو بے طلب سوالیوں میں بیٹھ جا

یہ معرفت کے راستے ہیں اہلِ دل کے واسطے
جنیدیوں سے جا کے مل، غِزالیوں میں بیٹھ جا

صحابیوں سے پھول، تابعین سے چراغ لے
حضور چاہئیں تو اِن موالیوں میں بیٹھ جا

درود پڑھ، نماز پڑھ، عبادتوں کے راز پڑھ
صفیں تو سب بچھی ہیں عشق والیوں میں بیٹھ جا

ہر ایک سانس پر جو اُن کو دیکھنے کا شوق ہے
تو آنکھ بن کر اُن کے در کی جالیوں میں بیٹھ جا

اگر ہیں خلوتیں عزیز تو ہجوم میں نکل
اگر سکُون چاہئیے، دھمالیوں میں بیٹھ جا

جو چاہتا ہے گُلستانِ مصطفیٰ کی نوکری
تو بُوئے مصطفیٰ پہن کے مالیوں میں بیٹھ جا

مظفر، آپ تک رسائی اتنی سہل تو نہیں
توجہ چاہئیے تو یرغمالیوں میں بیٹھ جا

یارحمتہ العالمین

الہام جامہ ہے تیرا
قرآں عمامہ ہے تیرا
منبر تیرا عرشِ بریں
یارحمتہ العالمین

آئینہء رحمت بدن
سانسیں چراغِ علم و فن
قربِ الٰہی تیرا گھر
الفقر و فخری تیرا دھن
خوشبو تیری جوئے کرم
آنکھیں تیری بابِ حرم
نُورِ ازل تیری جبیں
یارحمتہ العالمین

تیری خموشی بھی اذاں
نیندیں بھی تیری رتجگے
تیری حیاتِ پاک کا
ہر لمحہ پیغمبر لگے
خیر البشر رُتبہ تیرا
آوازِ حق خطبہ تیرا
آفاق تیرے سامعیں
یارحمتہ العالمین

قبضہ تیری پرچھائیں کا
بینائی پر ادراک پر
پیروں کی جنبش خاک پر
اور آہٹیں افلاک پر
گردِ سفر تاروں کی ضَو
مرکب بُراقِ تیز رَو
سائیس جبرئیلِ امیں
یارحمتہ العالمین

تو آفتابِ غار بھی

تو پرچمِ یلغار بھی

عجز و وفا بھی، پیار بھی

شہ زور بھی سالار بھی

تیری زرہ فتح و ظفر

صدق و صفا تیری سپر

تیغ و تبر صبر و یقیں

یا رحمتہ العالمین

پھر گُدڑیوں کو لعل دے

جاں پتھروں میں ڈال دے

حاوی ہوں مستقبل پہ ہم

ماضی سا ہم کو حال دے

دراصل دعویٰ ہے تیری چاہ کا

اس اُمتِ گُم راہ کا

تیرے سوا کوئی نہیں

یا رحمتہ العالمین

دفن جو صدیوں تلے ہے وہ خزانہ دے دے
ایک لمحے کو مجھے اپنا زمانہ دے دے

چھاپ دے اپنے خد و خال مری آنکھوں پر
پھر رہائش کے لئے آئینہ خانہ دے دے

اور کچھ تجھ سے نہیں مانگتا میرے آقا
نارسائی کو زیارت کا بہانہ دے دے

موت جب آئے مجھے کاش ترے شہر میں آئے
خاکِ بطحا سے بھی کہہ دے کہ ٹھکانہ دے دے

زندگی جنگ کا میدان نظر آتی ہے
میری ہر سانس کو آہنگِ ترانہ دے دے

اپنے ہاتھوں ہی پریشان ہے اُمت تیری
اس کے الجھے ہوئے حالات کو شانہ دے دے

اپنے ماضی سے مظفر کو ندامت تو نہ ہو
اس کے اِمروز کو فردائے یگانہ دے دے

مرا پیمبر عظیم تر ہے
کمالِ خلاق ذات اُس کی
جمالِ ہستی حیات اُس کی
بشر نہیں عظمتِ بشر ہے
مرا پیمبر عظیم تر ہے

وہ شرحِ احکام حق تعالیٰ
وہ خود ہی قانون خود حوالہ
وہ خود ہی قرآن خود ہی قاری
وہ آپ مہتاب آپ ہالہ
وہ عکس بھی اور آئینہ بھی
وہ نقطہ بھی خط بھی دائرہ بھی
وہ خود نظارہ ہے خود نظر ہے
مرا پیمبر عظیم تر ہے

شعور لایا کتاب لایا

وہ حشر تک کا نصاب لایا

دیا بھی کامل نظام اس نے

اور آپ ہی انقلاب لایا

وہ علم کی اور عمل کی حد بھی

ازل بھی اس کا ہے اور ابد بھی

وہ ہر زمانے کا راہبر ہے

مرا پیمبر عظیم تر ہے

وہ آدم و نوح سے زیادہ

بلند ہمت بلند ارادہ

وہ زُہدِ عیسیٰ سے کوسوں آگے

جو سب کی منزل وہ اس کا جادہ

ہر اک پیمبر نہاں ہے اس میں

ہجومِ پیغمبراں ہے اس میں

وہ جس طرف ہے خدا ادھر ہے

مرا پیمبر عظیم تر ہے

بس ایک مشکیزہ اک چٹائی
ذرا سے جَو ایک چارپائی
بدن پہ کپڑے بھی واجبی سے
نہ خوش لباسی نہ خوش قبائی
یہی ہے کُل کائنات جس کی
گنی نہ جائیں صفات جس کی
وہی تو سلطانِ بحر و بر ہے
مرا پیمبر عظیم تر ہے

جو اپنا دامن لہو سے بھر لے
مصیبتیں اپنی جان پر لے
جو تیغ زن سے لڑے نہتا
جو غالب آکر بھی صلح کر لے
اسیر دشمن کی چاہ میں بھی
مخالفوں کی نگاہ میں بھی
امیں ہے صادق ہے معتبر ہے
میرا پیمبر عظیم تر ہے

جسے شہِ شش جہات دیکھوں
اُسے غریبوں کے ساتھ دیکھوں
عنانِ کون و مکاں جو تھامے
کدال پر بھی وہ ہاتھ دیکھوں
لگے جو مزدور شاہ ایسا
نہ زر نہ دَھن سربراہ ایسا
فلک نشیں کا زمیں پہ گھر ہے
میرا پیمبر عظیم تر ہے

وہ خلوتوں میں بھی صف بہ صف بھی
وہ اِس طرف بھی وہ اُس طرف بھی
محاذ و منبر ٹھکانے اس کے
وہ سر بسجدہ بھی سر بکف بھی
کہیں وہ موتی کہیں ستارہ
وہ جامعیت کا استعارہ
وہ صبحِ تہذیب کا گجر ہے
میرا پیمبر عظیم تر ہے

علم محمد ﷺ ،عدل محمد ﷺ ،پیار محمد ﷺ
ساری اعلیٰ قدروں کا شہکار محمد ﷺ

ہم اِجمالی کیا جائیں تفصیل میں اُن کی
کیا دنیا کیا عُقبیٰ سب تحویل میں اُن کی
وقت کے بیچ محمد ﷺ ،وقت کے پار محمد ﷺ
ساری اعلیٰ قدروں کا شہکار محمد ﷺ

سورج چاند ستارے اُن کے زیرِ سایہ
جو اُن تک پہنچا وہ روشنیاں لے آیا
بانٹیں کیا کیا چمکیلے کردار محمد ﷺ
ساری اعلیٰ قدروں کا شہکار محمد ﷺ

بندوں سے کیا ہوں گی تحقیقات خُدا کی
مسجدِ ہستی کا رقبہ ہے ذات خُدا کی
سارے پیمبر محرابیں، مینار محمد ﷺ
ساری اعلیٰ قدروں کا شہکار محمد ﷺ

دُھوپ گناہوں کی بھی سایہ دار ہے کتنی
میری درویشی سرمایہ دار ہے کتنی
میرے لب پر آیا لاکھوں بار محمد ﷺ
ساری اعلیٰ قدروں کا شہکار محمد ﷺ

اپنی اپنی تہذیبیں سب بُھول چکے ہیں
سب پتھر کے عہد کی جانب لوٹ رہے ہیں
دُنیا کی ہر قوم کو ہیں درکار محمد ﷺ
ساری اعلیٰ قدروں کا شہکار محمد ﷺ

اپنی خاص عنایت صَرف بھی فرماتے ہیں
خود اُس کی توسیعِ ظرف فرماتے ہیں
عشق جسے دیتے ہیں بے مقدار محمد ﷺ
ساری اعلیٰ قدروں کا شہکار محمد ﷺ

کیوں نہ مظفر میرے پاؤں پڑے خوش بختی
میری گردن میں بس اُن کے نام کی تختی
میری سب خوشیاں سارے تہوار محمد ﷺ
ساری اعلیٰ قدروں کا شہکار محمد ﷺ

جاز ندگی مدینے سے جھونکے ہوا کے لا
شاید حضور ہم سے خفا ہیں منا کے لا

کچھ ہم بھی اپنا چہرہ ءِ باطن سنوار لیں
ابو بکر سے کچھ آئینے صدق و صفا کے لا

دنیا بہت ہی تنگ مسلماں پہ ہو گئی
فاروق کے زمانے کے نقشے اٹھا کے لا

محروم کر دیا ہمیں جن سے نگاہ نے
عثمان سے زاویے ذرا شرم و حیا کے لا

مغرب میں مارا مارا نہ پھر اے گدائے علم
دروازہ علی سے یہ خیرات جا کے لا

باطل سے دب رہی ہے امت رسول کی
منظر ذرا حسین سے کچھ کربلا کے لا

کرنا ہے اپنے آپ کو آراستہ اگر
کردار اپنے سامنے سب اولیاء کے لا

یہ جنگِ کفر و حق ہے اگر تجھ کو جیتنی
ہر نوجواں کو قاسم و طارق بنا کے لا

سجدہ میں گڑگڑایا محمد ﷺ کے پیر پڑ
جا اور جلد رحمتِ حق کو بلا کے لا

★★★★

درِ نبی کی طرف چلا ہوں

بدن پہ چادر ہے آنسوؤں کی

لہو میں لذت ہے راستوں کی

بغیر خوشبو مہک رہا ہوں

درِ نبی کی طرف چلا ہوں

طوافِ کعبہ تھا فرض مجھ پر

درِ نبی کا ہے قرض مجھ پر

سمٹ کے سایہ فگن ہُوا ہے

جہان کا طول و عرض مجھ پر

شریکِ رفتار جو رہے ہیں

وہ فاصلے ختم ہو رہے ہیں

میں آج سے اپنی ابتدا ہوں

درِ نبی کی طرف چلا ہوں

دکھائی دینے لگا مدینہ
مثالِ در کھل رہا ہے سینہ
ہوائیں حوروں کے دم سے جیسی
فضائیں خلدِ بریں کا زینہ
کھلے ہوئے بازوؤں سی راہیں
ہر اک مسافر کو اتنا چاہیں
کہ ان کی چاہت پہ مر مٹا ہوں
درِ نبی کی طرف چلا ہوں

یہ ساعتیں قیمتی بھی آئیں
کہ حاضری کو چلی جدائی
دھڑک رہے ہیں حواسِ خمسہ
لرز رہے ہیں برہنہ پائی
بہشتِ عالم ہے یہ علاقہ
قدم قدم نقش پائے آقا
زمیں کے شیشے میں دیکھتا ہوں
درِ نبی کی طرف چلا ہوں

درِ نبی پر پہنچ گیا ہوں

یقیں ہوائی سا ہے گماں پر

زمین پر ہوں کہ آسماں پر

میں ہوں نہیں ہوں جو ہوں تو کیا ہوں

درِ نبی پر پہنچ گیا ہوں

یہ رنگِ نام و نمود میرا

نہ سایہ ہست و بود میرا

کھنک کھنک نورِ مصطفٰی سے

پگھل رہا ہے وجود میرا

جمالِ سرکار ذوفشاں ہے

نگاہ بھی درمیاں کہاں ہے

سراپا آنکھیں بنا ہُوا ہوں

درِ نبی پر پہنچ گیا ہوں

یہ دید معراج ہے نظر کی
یہی کمائی ہے عمر بھر کی
رئیسِ لیل و نہار ٹھہرا
طلب ہو کیا مجھ کو مال و زر کی
شعور و عرفان و آگہی سے
خزانہءِ جلوہِ نبی سے
تجوریوں کی طرح بھرا ہوں
درِ نبی پر پہنچ گیا ہوں

یہ روضہِ شاہِ انبیاء ہے
کہ کرسی و عرشِ کبریا ہے
بندھا ہے درباریوں کا تانتا
عجیب اندازِ تخلیہ ہے
بغیر اجازت ہو باریابی
سیاہیِ دل ہو آفتابی
میں زنگ خوردہ چمک اٹھا ہوں
درِ نبی پر پہنچ گیا ہوں

درِ نبی سے پلٹ رہا ہوں

زمین ہے میرے سر پہ جیسی

ٹھہر گئی روح در پہ جیسی

بدن کے ہمراہ چل پڑا ہوں

درِ نبی سے پلٹ رہا ہوں

میں یوں دیارِ نبی سے نکلا

کہ جیسے شعلہ کلی سے نکلا

لئے ہوئے رحمتوں کے سائے

میں حلقہِ روشنی سے نکلا

اگرچہ پی آیا ہوں سمندر

مگر بڑی تشنگی ہے اندر

میں خوش ہوں لیکن بجھا بجھا ہوں

درِ نبی سے پلٹ رہا ہوں

دوبارہ جانے کی آرزو ہے
کہ خود کو پانے کو آرزو ہے
جو حج پہ احرام باندھتے ہیں
پہن کے آنے کی آرزو ہے
جو کوئے آقا کی دے گواہی
اُسی کفن میں مروں الٰہی
تڑپ ہوں، فریاد ہوں، دعا ہوں
درِ نبی سے پلٹ رہا ہوں

نبی نبی پھر پکارتا ہوں
نبی نبی نبی نبی نبی نبی

جہل کا سر درِ ابلاغ پہ خم تُو نے کیا
ظلمتِ کفر کو خورشیدِ حرم تُو نے کیا

جس سے انکار کوئی قوم نہیں کر سکتی
آدمیت پہ وہ احساں وہ کرم تُو نے کیا

چاند تاروں سے بھی آگے تھی رسائی تیری
آسمانوں کو مشرف بہ قدم تُو نے کیا

چل پڑیں لوگ بھٹک کر نہ جُدا رستوں پر
اس لیے دین میں دنیا کو بھی ضم تُو نے کیا

اس قدر تو کوئی ماں بھی نہ تڑپتی نہ ہو گی
جس قدر اُمتِ بیمار کا غم تُو نے کیا

شعر گوئی تو مظفر کو خدا نے بخشی
اپنا مداح اسے شاہِ امم تُو نے کیا

تو امیرِ حرم، میں فقیرِ عجم
تیرے گن اور یہ لب، میں طلب ہی طلب
تو عطا ہی عطا تو کجا من کجا

تو ابد آفریں، میں ہوں دو چار پل
تو یقیں میں گماں، میں سخن تُو عمل
تو ہے معصومیت میں نری معصیت
تو کرم میں خطا، تو کجا من کجا

تو ہے احرامِ انوار باندھے ہوئے
میں درودوں کی دستار باندھے ہوئے
کعبۂ عشق تو، میں ترے چار سو
تو اثر میں دعا، تو کجا من کجا

تو حقیقت ہے میں صرف احساس ہوں
تو سمندر، میں بھٹکی ہوئی پیاس ہوں
میرا گھر خاک پر اور تری رہگزر
سدرۃ المنتہیٰ، تو کجا من کجا

میرا ہر سانس تو خوں نچوڑے مرا
تیری رحمت مگر دل نہ توڑے مرا
کاسۂ ذات ہوں، تیری خیرات ہوں
تو سخی میں گدا، تو کجا من کجا

ڈگمگاؤں جو حالات کے سامنے
آئے تیرا تصور مجھے تھامنے
میری خوش قسمتی، میں ترا اُمتی
تو جزا میں رضا، تو کجا من کجا

میرا ملبوس ہے پردہ پوشی تری
مجھ کو تابِ سخن دے خموشی تری
تو جلی میں خفی، تو اٹل میں نفی
تو صلہ میں گلہ، تو کجا من کجا

دوریاں سامنے سے جو ہٹنے لگیں
جالیوں سے نگاہیں لپٹنے لگیں
آنسوؤں کی زباں ہو میری ترجماں
دل سے نکلے سدا، تو کجا من کجا

میرا تو سب کچھ میرا نبی ہے
سیاہیاں مجھ میں داغ مجھ میں
جلیں اُسی کے چراغ مجھ میں
اثاثۂ قلب و جاں وہی ہے
میرا تو سب کچھ میرا نبی ہے

مرے گناہوں پہ اُس کا پردہ
وہ میرا اِمروز میرا فردا
ضمیر پر حاشیے اُسی کے
شعور بھی اُس کا وضع کردہ
وہ میرا ایماں، میرا تیقن
وہ میرا پیمانۂ تمدن
وہ میرا معیارِ زندگی ہے
میرا تو سب کچھ میرا نبی ہے

وہ میری منزل بھی ہمسفر بھی
وہ سامنے بھی پسِ نظر بھی
وہی مجھے دُور سے پکارے
اُسی کی پرچھائی روح پر بھی
وہ رنگ میرا، وہ میری خوشبو
میں اُس کی مٹھی کا ایک جگنو
وہ میرے اندر کی روشنی ہے
میرا تو سب کچھ میرا نبی ہے

اُسی کے قدموں میں راہ میری
اُسی کی پیاسی ہے چاہ میری
اُسی کی مجرم میری خطائیں
اُسی کی رحمت گواہ میری
اُسی کا غم مجھ کو ساتھ رکھے
وہی میرے دل پہ ہاتھ رکھے
وہ درد بھی ہے سکُون بھی ہے
میرا تو سب کچھ میرا نبی ہے

ازل کے چہرے پہ نور اُس کا
ظہورِ عالم ظہور اُس کا
خود اُس کی آواز گفتۂ حق
خود اُس کی تنہائی طُور اُس کا
بہت سے عالی مقام آئے
خدا کے بعد اُس کا نام آئے
وہ اولیں ہے وہ آخری ہے
میرا تو سب کچھ میرا نبی ہے

نہ مجھ سے بارِ عمل اُٹھے گا
نہ عذب ہی کوئی ساتھ دے گا
اگر کہے گا تو روزِ محشر
خدا سے میرا نبی کہے گا
سیاہیاں داغ صاف کر دے
اِسے بھی مولیٰ معاف کر دے
یہ میرا عاشق ہے وارثی ہے
میرا تو سب کچھ میرا نبی ہے

محشر میں قُربِ داورِ محشر ملا مجھے
ایسا پیمبروں کا پیمبر ملا مجھے

اللہ کو سُنانے لگا نعتِ مصطفےٰ
جب سایہء رسول کا منبر ملا مجھے

کِھلتی، مہکتی، بھیگتی راتوں کے موڑ پر
وہ حجرہء درود میں اکثر ملا مجھے

میں وادیء حرم تک اُسے ڈھونڈنے گیا
آواز دی تو اپنے ہی اندر ملا مجھے

قدموں میں مصطفےٰ کے رہا، جتنے دن رہا
پردیس میں بھی کتنا حسیں گھر ملا مجھے

دیکھا جو غرق ہو کے محمد ﷺ کی ذات میں
دونوں جہاں کا مرکز و محور ملا مجھے

مانگے تھے چند پُھول، بہاریں عطا ہُوئیں
جو کچھ ملا، بساط سے بڑھ کر ملا مجھے

اِک صبح سی ٹھہر گئی میرے وجود میں
جس دن سے اُن کا عشق مظفر ملا مجھے

زیارت کرچکی بیدار خوابی یارسول اللہ
مری اندر کی آنکھیں ہیں صحابی یارسول اللہ

روانہ خود تلاشی کی مہم پر کیجئے ہم کو
ہم اپنی چاہتے ہیں بازیابی یارسول اللہ

ہمارے حجرۂ عرفاں پہ تالا کس نے ڈالا ہے
عطا ہو جائے اس تالے کی چابی یارسول اللہ

ہماری آہٹیں بھی اپنے رستے پر لگا دیجے
ہوں ہم بھی آپ جیسے انقلابی یارسول اللہ

درودوں اور دعاؤں کا جواب اب تک نہیں آیا
لفافے سارے بھیجے ہیں جوابی یارسول اللہ

شبِ تنہائی میں جب آپکو آواز دیتا ہوں
چھڑ ائے خوں رگوں میں ماہتابی یارسول اللہ

کوئی خوبی نظر آتی نہیں کردار میں اپنے
یہی بس ایک ہے مجھ میں خرابی یارسول اللہ

مظفر کی رگوں میں خون تو بو بکر کا دوڑے
دماغ اس کا مگر ہے بو ترابی یارسول اللہ

مکے میں ہے دل جان مدینے میں پڑی ہے
کونین کی دولت مرے سینے میں پڑی ہے

گرمی سے گناہوں کی ہوں پگھلا ہُوا سارا
ہر سانس شرابور پسینے میں پڑی ہے

بادل کی سخاوت نہیں دیکھی گئی مجھ سے
لت رونے کی ساون کے مہینے میں پڑی ہے

اک روز انا چھت پہ مجھے لے کے گئی تھی
اک لاش سی احساس کے زینے میں پڑی ہے

پانی بھی سمندر کا مری زد میں نہ آجائے
یہ میں نہیں اِک آگ سفینے میں پڑی ہے

یہ قبر ہے یا عشقِ محمد ﷺ کی تجوری
میت بھی مظفر کی دفینے میں پڑی ہے

میرے اچھے رسول

کر مجھے مالامال، میری جھولی میں ڈال
اپنے قدموں کی دھول، میرے اچھے رسول

تشنگی کا علاج، سنگ اسود کے پاس
چارۂ اختلاج سبز گنبد کے پاس
اشک بن کر دعائیں میری پلکوں پہ آئیں
اور صدائیں لگائیں، "چل محمد ﷺ کے پاس"
تخت مانگوں نہ سیج، کوئی پروانہ بھیج
کر مجھے بھی قبول، میرے اچھے رسول

آرزوئے وصال، جیسے بانہوں میں حور
اور دل کا یہ حال، جیسے جلتا ہو طور
تو ہی میرا مدار، تو ہی میرا حصار
تو میرے آرپار، جیسے شیشے سے نور
یوں ہے تو میرے سنگ، جیسے پانی میں رنگ
جیسے کانٹوں میں پھول، میرے اچھے رسول

تیری فرقت کی دھوپ، میری فصل بہار

تیری یادوں کا روپ میرا جیون سنگھار

آنکھ جلوہ بدوش، روح احرام پوش

تیرے حلقہ بگوش میرے لیل و نہار

رونق ہست و بود صرف تیرا وجود

تیرے سچے اصول، میرے اچھے رسول

میری سانسوں کی باڑھ تیرے آنگن کے ساتھ

میرا گزرے اساڑھ تیرے ساون کے ساتھ

ابر رحمت گواہ، بہہ گئے سب گناہ

جب سے لپٹی نگاہ تیرے دامن کے ساتھ

راہ حق پر مدام، چلے تیرا غلام

اب نہ ہو کوئی بھول، میرے اچھے رسول

قدم قدم پہ خدا کی مدد پہنچتی ہے
درود سے میرے دل کو رسد پہنچتی ہے

یہ آسماں بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتا
جہاں تک آپ کے قدموں کی حد پہنچتی ہے

سر اپنا پائے رسالت ماب پر رکھ دوں
تو آسماں پہ بلندئ قد پہنچتی ہے

جلوسِ عشقِ نبی کا ہو جس طرف سے گزر
میرے جنوں کو بھی لے کر خرد پہنچتی ہے

درود کا دیا جاتا ہے جب ثواب مجھے
بہشت تک میری دو گز لحد پہنچتی ہے

سلام و نعت مظفر یہاں میں پڑھتا ہوں
قبولیت کی حرم سے سند پہنچتی ہے

بُراقِ فکر ہے گردوں نورد آج کی رات
ہَوا اُڑاتی ہے تاروں کی گرد آج کی رات

یہ کون ذہن کے روشن مکان میں اترا
خیال صورتِ جبریل دھیان میں اترا

ہے خم، رسائیِ انساں پہ فاصلوں کی جبیں
بلندیوں پہ کمندیں اچھالتی ہے زمیں

یہ رات کیوں نہ ہو افضل تمام راتوں میں
لئے ہوئے ہیں اندھیرے، چراغ ہاتھوں میں

وہ رات جس کا زمانہ جواب لا نہ سکے
ملائے آنکھ تو سورج بھی تاب لا نہ سکے

وہ رات جس نے حَسیں خواب جاگ کر دیکھا
وہ رات جس نے مُحمد ﷺ کو عرش پر دیکھا

گیا تھا عشق خلاؤں کی راہ سے آگے
نگاہ جاتی ہے حدِّ نگاہ سے آگے

رکی رکی نظر آتی تھی نبض عالم کی
گزر رہی تھی سواری رسولِ اکرم کی

رواں تھے ساتھ فرشتے عبا اٹھائے ہوئے
فضائیں، کتبۂ صَلِّ علیٰ اٹھائے ہوئے

عروجِ آدمیت آپ پر تمام ہُوا
خدا خود اپنے ہی جلووں سے ہمکلام ہُوا

تجلیات کے ہالے میں یوں گھرے دونوں
کمانِ وصل کھنچی، مل گئے سرے دونوں

بلند ایسے نہ رتبے کسی نبی کے ہُوئے
زہے نصیب کہ ہم اُمّتی اُسی کے ہوئے

مر کے اپنی ہی اداؤں پہ اَمر ہو جاؤں
اُن کی دہلیز کے قابل میں اگر ہو جاؤں

اُن کی راہوں پہ مجھے اتنا چلانا یارب
کہ سفر کرتے ہوئے گردِ سفر ہو جاؤں

زندگی نے تو سمندر میں مجھے پھینک دیا
اپنی مٹھی میں وہ لے لیں تو گوہر ہو جاؤں

میرا محبوب ہے وہ راہبرِ کون و مکاں
جس کی آہٹ بھی میں سُن لوں تو خضر ہو جاؤں

اِس قدر عشقِ نبی ہو کہ مٹادوں خود کو
اِس قدر خوفِ خدا ہو کہ نڈر ہو جاؤں

جو پہنچتی رہے اُن تک جو رہے محوِ طواف
ایسی آواز بنوں، ایسی نظر ہو جاؤں

ضرب دوں خود کو جو اُن سے تو لگوں لاتعداد
وہ جو مجھ میں سے نکل جائیں صفر ہو جاؤں

آرزو اب تو مظفر تو جو کوئی ہے تو یہ ہے
جتنا باقی ہوں مدینے میں بسر ہو جاؤں

نشانِ پائے مصطفٰے کا گھر یہ دل
میرے حضور کی ہے رہگزر یہ دل

ہواؤں کی طرح تلاش میں رہے
جدھر ہے خوشبوئے رسول، اُدھر یہ دل

میں اِس کو نفرتوں میں ضائع کیوں کروں
ملا محبتوں کے نام پر یہ دل

حصارِ کائنات میں نہ آ سکے
نبی کو چاہتا ہے کس قدر یہ دل

گمان بھی یقین و اعتبار بھی
مرض یہ دل مرض کا چارہ گر یہ دل

رموز عشق کے تمام آ گئے
بڑے ہی کام کا ہے ٹوٹ کر یہ دل

چلے نہ ایمان اک قدم بھی اگر تیرا ہمسفر نہ ٹھہرے
ترا حوالہ دیا نہ جائے تو زندگی معتبر نہ ٹھہرے

تُو سایہء حق پہن کے آیا، ہر اک زمانے پہ تیرا سایہ
نظر تری ہر کسی پہ لیکن کسی کی تجھ پر نظر نہ ٹھہرے

لبوں پہ اِیاکَ نستعیں ہے اور اس حقیقت پہ بھی یقیں ہے
اگر ترے واسطے سے مانگوں کوئی دعا بے اثر نہ ٹھہرے

حقیقتِ بندگی کی راہیں مدینہء طیبہ سے گزریں
ملے نہ اُس شخص کو خدا بھی جو تیری دہلیز پر نہ ٹھہرے

کُھلی ہوں آنکھیں کہ نیند والی، نہ جائے کوئی بھی سانس خالی
درود جاری رہے لبوں پر، یہ سلسلہ لمحہ بھر نہ ٹھہرے

میں تجھ کو چاہوں اور اتنا چاہوں کہ سب کہیں تیرا نقشِ پا ہوں
ترے نشانِ قدم کے آگے کوئی حسیں رہگزر نہ ٹھہرے

یہ میرے آنسو خراج میرا، مرا اثر پنا علاج میرا
مرض مرا اُس مقام پر ہے جہاں کوئی چارہ گر نہ ٹھہرے

دکھا دو جلوہ بغور اُس کو، بُلا لو اک بار اور اُس کو
کہیں مظفر بھی شاخ پر سوکھ جانے والا ثمر نہ ٹھہرے

خود میرے نبی نے بات یہ بتادی، لا نبی بعدی
ہر زمانہ سن لے یہ نوائے ہادی، لا نبی بعدی

لمحہ لمحہ اُن کا طاق میں ہوا جگمگانے والا
آخری شریعت کوئی آنے والی اور نہ لانے والا
لہجہء خدا میں آپ نے صدا دی، لا نبی بعدی

تھے اصول جتنے اُن کے ہر سخن میں نظم ہو گئے ہیں
دیں کے سارے رستے آپ تک پہنچ کر ختم ہو گئے ہیں
ذات حرفِ آخر، بات انفرادی، لا نبی بعدی

ارتقائے عالم کر دیا خدا نے صرف نام اُن کے
اُن کی خوش نصیبی جن کے ہیں وہ آقا، جو غلام ان کے
گونجے وادی وادی آپ کی منادی، لا نبی بعدی

اُن کے بعد اُن کا مرتبہ کوئی بھی پائے گا نہ لوگو
ظلی یا بروزی اب کوئی پیمبر آئے گا نہ لوگو
آپ نے یہ کہہ کر مہر ہی لگا دی، لا نبی بعدی

★★★★

آبروئے زمین۔۔۔۔۔۔۔۔شرحِ ایمان و دین
اشرف العالمین۔۔۔۔۔۔۔۔۔عینِ علم و یقین
صدق و صادق امین۔۔۔عرش و سدرہ نشین
اعمل العالمین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اکرم الاکرمین
اطہر الطاہرین۔۔۔۔۔۔۔۔۔دور رس دور بین
سید العارفین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔قائد المرسلین
وارثِ مومنین۔۔۔۔۔۔۔۔۔افضل و بہترین
انتہائی حسین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مرحبا، آفرین

مصطفٰے مجتبٰے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔خاتم الانبیا
روحِ ارض و سما۔۔۔۔۔۔۔جانِ صبح و مسا
شارعِ لاالہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جلوہِ حق نما
شمعِ غارِ حرا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بحرِ جود و سخا
ابرِ لطف و عطا۔۔۔۔خوش نظر خوش نوا
راس عدل و قضا۔۔۔۔۔۔۔رہبر و پیشوا
کعبہِ اولیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دافعِ ہر بلا
حُسنِ صبر و رضا۔۔۔۔۔۔۔۔مقطعِ جانفزا

سیّدِ کائنات۔۔۔۔۔۔۔حق تعالٰی کے ساتھ

صاحبِ معجزات۔۔۔۔۔۔۔جامعِ ہر صفات

روشنی کی برات۔۔۔۔لمحے لمحے کے ساتھ

اقتدارِ حیات۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ماہرِ نفسیات

وقفِ صوم وصلٰوۃ۔۔۔۔۔۔۔خوگرِ التفات

اعتبارِ نجات۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شہریارِ ثبات

عشق کی کلیات۔۔۔۔۔۔شاہدِ شش جہات

مستند بات بات۔۔۔۔۔۔زندگی کی لغات

خاصہِ کردگار۔۔۔۔۔۔۔۔ذی حشم ذی وقار

بے حد و بے شمار۔۔۔۔۔۔۔مستقل تاجدار

جنّتوں کی بہار۔۔۔۔۔۔۔حُسنِ لیل و نہار

صاحبِ اختیار۔۔۔۔۔۔۔۔مونس و غمگسار

برق کے شہسوار۔۔۔۔۔۔آسمانوں کے پار

دو جہاں کا مدار۔۔۔۔روز و شب کا حصار

سالکِ عرش و غار۔۔۔۔۔۔۔۔تاابد آشکار

پیکرِ انکسار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔منفرد شاہکار

مہرباں مہرباں۔۔۔۔۔۔۔خواجۂ خواجگاں

قبلۂ زاہداں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کعبۂ قدسیاں

راحتِ عاشقاں۔۔۔۔۔۔مخزنِ کون ومکاں

مرشدِ انس وجاں۔۔۔۔۔۔شافعِ عاصیاں

نازشِ عارفاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔نیّرِ دوجہاں

بے نشاں کانشاں۔۔۔بے زباں کی زباں

روح کا سائباں۔۔۔۔۔۔۔۔تاابد حکمراں

اے خدا کے سفیر۔۔۔۔اے نبیٔ قدیر

اے بزرگ وکبیر۔۔۔تُو سراج المنیر

توبشیر ونذیر۔۔۔۔۔۔۔تو ہے خیرِ کثیر

خاکِ پا بھی عبیر۔۔۔۔۔۔۔۔آبشارِ نمیر

آدمیّت کے پیر۔۔۔۔بندگی کے مدیر

قافلوں کے امیر۔۔۔۔۔چارہ گر دستگیر

ہر ادا دل پذیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔روشنیٔ ضمیر

رحمتِ ذوالجلال۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بے نظیر و مثال

انتہائے جمال۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اکمل و باکمال

تیری چادر ہلال۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تیرا نوکر بلال

تیری چپ بھی مقال۔۔۔۔۔تیرا فردا بھی حال

تیری صدیاں بھی سال۔۔تیغ بھی تیری ڈھال

غیب تیرا وصال۔۔۔۔۔۔۔نیک خو نیک فال

مالکِ اعتدال۔۔۔۔۔۔۔۔۔دیکھ اُمّت کا حال

مشکلوں سے نکال۔۔۔۔۔گر رہی ہے سنبھال

جو روشنیِ حق سے پھوٹ کر جسم بن گئی ہے، وہی نبی ہے
تمام تخلیق کا جو کردارِ مرکزی ہے، وہی نبی ہے

وجودِ آدم سے تا بہ عیسٰی ہر اک زمانہ ہے مبتدی سا
صدی صدی جس کے عہد سے درس لے رہی ہے، وہی نبی ہے

خدا کی رحمت ہے نام اس کا، فلاحِ انساں پیام اس کا
ڈھلی ہوئی اس پیام میں جس کی زندگی ہے، وہی نبی ہے

بشر ہے وہ یا کلامِ باری، میں اس کی ہر اک ادا کا قاری
تمام قرآن کی جو تصویرِ معنوی ہے، وہی نبی ہے

بسائی دنیائے اندرونی، بنی مسیحا نگاہ خونی
درستیِ نقشۂ خیالات جس نے کی ہے، وہی نبی ہے

جو اس گلی کے ایاز ٹھہرے وہ لوگ تاریخ ساز ٹھہرے
کمالِ سالاریِ جہاں جس کی پیروی ہے، وہی نبی ہے

قدم نشان قِدم سے بالا، وجود اس کا عدم سے بالا
جو اوّلِ کائنات ہو کر بھی آخری ہے، وہی نبی ہے

نہ صرف وہ اس جہاں سے گزرا، وہ آسماں آسماں سے گزرا
نگاہِ سائنس داں بھی جس پر لگی ہوئی ہے، وہی نبی ہے

جو کوئی امرت بھی دے نہ چکھنا، لگن مظفر اسی کی رکھنا
سنوار دی جس نے تیری دنیا و دیں وہی ہے، وہی نبی ہے

درد ان کا محبت کے بازار سے اپنا دل اپنی جاں بیچ کر لے لیا
چاند سورج، مرے بام و در ہو گئے ان کے قدموں میں جس دن سے گھر لے لیا

میرا دل مصطفٰی، میرا غم مصطفٰی، میرا سب کچھ خدا کی قسم مصطفٰی
قبر کے واسطے، حشر کے واسطے چاہیے جتنا رختِ سفر لے لیا

آئے جب وہ تمناؤں کے غول میں کائنات آ گئی میری کشکول میں
اک نظر صرف انہیں دیکھنے کے لئے ساری دنیا کا حُسنِ نظر لے لیا

سلطنت سے بھی اعلٰی گدائی ملی، ان کا قیدی ہوا تو رہائی ملی
رحمتوں کی سفارش پہ تقدیر نے میرا ہر ایک جرم اپنے سر لے لیا

کچھ نہ کچھ ہم بھی ہیں ان کی دانست میں، نام اپنا بھی ہے ان کی فہرست میں
اب نہ تو کے گا رضوان جنت ہمیں ان سے پروانہِ رہگزر لے لیا

زندگی جب سے اپنی ٹھکانے لگی، یاد جب سے محمد ﷺ کی آنے لگی
تشنگی حوضِ کوثر پہ جانے لگی، معصیت نے بھی جنت میں گھر لے لیا

ان کی کملی مظفر اٹھا کر چلوں، خاکِ پا پتلیوں پر اٹھا کر چلوں
قتل گاہوں میں بھی سر اٹھا کر چلوں، حوصلہ ان سے ایسا نڈر لے لیا

مری دھوپ تم مری چھاؤں تم مری سوچ تم میرا دھیان تم
تمہی تم ہو میرے وجود میں مرا حُسن تم مری شان تم

غمِ ہجر و شوق وصال پر، مرے عشق کے خد و خال پر
مرے خواب میرے خیال پر، مرے حال پر نگران تم

مجھے تم ملے تو خدا ملا، اور اسی سے اپنا پتہ ملا
یہ سرا ملا وہ سرا ملا، یہ جہاں تم وہ جہان تم

میں رہوں تمہارے علم تلے، مرا دل تمہارے قدم تلے
مرا آسمان حرم تلے، مرا امن میری امان تم

کسی آئینے کا میں کیا کروں، میں تمہارا چہرہ پڑھا کروں
جو خدا کہے وہ کہاں کروں، ہمہ دین تم ہمہ دان تم

تمہیں چاہتی ہے مری انا، میں فقط تمہارے لیے بنا
میں تمہارے نام پہ ہوں فنا مری زندگی کا نشان تم

ملی تم سے روشنیِ ہنر، مری شاعری کی ہو تم سحر
پس نطق بھی تمہی جلوہ گر، مرا لہجہ مری زبان تم

میں تھا مگر نہیں تھا، پہنچا جو اس گلی تک
بکھرا ہوا پڑا ہوں، دل سے در نبی تک

اس در پہ جب کھڑا تھا قد سے بہت بڑا تھا
تاریک لگ رہی تھی سورج کی روشنی تک

سینے میں چلنے والی ہر سانس تھی بلالی
چومی تھی کب وہ جالی، سیراب ہوں ابھی تک

جس پر نگاہ کر دے عالم پناہ کر دے
محلوں کے آنگنوں کو لے جائے جھونپڑی تک

وہ صرف درمیاں ہے، سب اس کی داستاں ہے
تخلیق زندگی ہے تہذیب آدمی تک

کون و مکاں کی لہریں حجرے میں اس کے ٹھہریں
ہنگامہ و خموشی محدود ہیں اسی تک

پہلی مراد بھی وہ اس کے بعد بھی وہ
وقت اس کا منتظر ہے دنیا کی واپسی تک

ہر رت جگا ہے اس کا میلہ لگا ہے اس کا
اس زندگی ہے لے کر آئندہ زندگی تک

ساتوں سمندروں پر ان شا اللہ مظفر
تاریخ نو لکھیں گے اکیسویں صدی تک

صَلِّ عَلیٰ صَلِّ عَلیٰ

تخلیق دیوان سحر، کردار معراج نظر
پیغام حی علی الصلٰوۃ، صَلِّ عَلیٰ صَلِّ عَلیٰ

قربت، حصار دو جہاں
اخلاق، سائبان سا
لہجہ چٹکتی سی کلی
چپ رحل پر قرآن سا
جلووں کی کوئی حد نہیں
پرچھائیں احرام زمیں
اور چاپ دستار خلا، صَلِّ عَلیٰ صَلِّ عَلیٰ

خازن تہی دامانیاں
وارث یتیمی آپ کی
تنہائیوں کے طور پر
گویا کلیمی آپ کی
اقرار پتھر نے کیا
بطحا کی مٹی کا دیا
ساری خدائی میں جلا، صَلِّ عَلیٰ صَلِّ عَلیٰ

سوکھی زباں، ابر سخا
فاقہ کشی، سلطان گر
رحمت قبا وحدت عصا
یادِ خدا زادِ سفر
افلاک سے اونچا قلم
نظروں سے بھی آگے قدم
منزل سے آگے قافلہ، صَلِّ عَلیٰ صَلِّ عَلیٰ

گیسو ذرا جو کھل گئے
تاریک موسم دھل گئے
جس کو زیارت ہو گئی
اس آنکھ میں رس گھل گئے
جگنو سے مٹھی میں لیئے
خورشید کملی میں لیئے
ہمراہ روز و شب چلا، صَلِّ عَلیٰ صَلِّ عَلیٰ

کم ہے مظفر جسقدر

بھیجے درود اس ذات پر

ہم عاصیوں کی قسمتیں

لکھی ہیں جس کے ہاتھ پر

ہر دم دعا یہ جس نے کی

یارَبِّ حَب لِی اُمّتِی

ایسا نبی کس کا بھلا، صَلِّ عَلیٰ صَلِّ عَلیٰ

★★★★

حق موجود محمد ﷺ صورت

بندہ و مولیٰ اول و آخر

آپ ہی منزل آپ مسافر

شیشۂ کثرت، چہرۂ وحدت

حق موجود محمد ﷺ صورت

روشنیوں سا پیکرِ خاکی

لاکھوں ہی صبحِ اوٹ قبا کی

عرشِ معلیٰ اس کا مصلیٰ

ہاتھ میں ڈوری ارض و سما کی

عالمِ بالا دیکھنے والا

خیلِ ملائک سیدِ امت

حق موجود محمد ﷺ صورت

غارِ حرا سے پھوٹی ہوئی ضو
حُسنِ احد کی وہ ابدی لو
اس کی پناہیں خلد کی راہیں
مشرق و مغرب اس کا ہی پرتو
اس کی گواہی مُہرِ الٰہی
دینِ مکمل ختمِ نبوت
حق موجود محمد صلی اللہ علیہ وسلم صورت

موجِ تبسم نور کی دھاری
لرزشِ داماں بادِ بہاری
چاپ قدم کی شمع حرم کی
جنبشِ ابرو رحمتِ باری
ہلتے ہوئے لب فیصلہ رب
سانس کا اس کا حکمِ شریعت
حق موجود محمد صلی اللہ علیہ وسلم صورت

صاحبِ عالم صدرِ زمانہ

ہاتھ ہیں خالی بانٹیں خزانہ

سینوں کے اندر اس کا سمندر

روحوں کے ہجرے اس کا ٹھکانہ

اس کا صحیفہ میرا وظیفہ

اس کی محبت میری عبادت

حق موجود محمد ﷺ صورت

جو تری ثنا میں نہ ہو فنا مجھے وہ زباں نہیں چاہیئے
ترے پیار میں ہیں مری رتیں مجھے یہ جہاں نہیں چاہیئے

تری خاکِ پا ہے میری حنا ترا عکس بھی میرا آئینہ
میں فقط نظر تو نظارہ گر مجھے تو کہاں نہیں چاہیئے

جو نظر میں ہو ترا روپ بھی شبِ ماہ لگتی ہے دھوپ بھی
تری رحمتیں جو پناہ دیں کوئی سائباں نہیں چاہیئے

مرے سانس ہوں تیری چاپ ہو فلک اور زمیں کا ملاپ ہو
تری روشنی کے سوا کوئی سرِ کوئے جاں نہیں چاہیئے

مرے دھیان کو وہ رسائی دے مجھے تو یہیں سے دکھائی دے
کوئی واسطہ کوئی راستہ کوئی کارواں نہیں چاہیئے

یہ ترا مظفرِ خوش نوا جسے جانتے ہیں شہ و گدا
ترے سنگِ در پہ مرے اگر تو کوئی نشاں نہیں چاہیے

★★★★

مرا جہان بھی تو، تو ہی عاقبت میری
ترے بغیر نہیں کچھ بھی حیثیت میری

مرا جھکا ہُوا سر بھی بلند ہے کتنا
ترا نشانِ کفِ پا ہے سلطنت میری

جو تجھ کو دیکھ کر آئے میں وہ نظر دیکھوں
جدھر سے تیری صدا آئے وہ جہت میری

بس ایک بوند تری میرے علم کا دریا
بس ایک اسمِ گرامی ترا لغت میری

ترے خیال میں رہتا ہے گم وجود میرا
مقام کی نہیں محتاج شہریت میری

جو وقت صرف ہوا اپنے لئے وہی گھاٹا
جو سانس خرچ ہو تجھ پر وہی بچت میری

میں کیا کروں تری نسبت پہ ناز ہے مجھ کو
مرے نیاز کا حصہ ہے تمکنت میری

مظفر ان کے غلاموں کا بھی غلام ہُوں میں
جہاں میں کیوں بڑھے قدر و منزلت میری

سخن کی داد خدا سے وصول کرتی ہے
زبان آج ثنائے رسول کرتی ہے

کہی ہے نعتِ نبی روح کی نمو کے لئے
لہو میں ڈوب گیا ہے قلم وضو کے لئے

ہر ایک سانس محمد ﷺ کے نام پر نکلا
خیال ذہن سے احرام باندھ کر نکلا

حضور یوں مری آنکھوں کے سامنے آئے
کوئی چراغ کی لو جیسے تھامنے آئے

نبی کا گوشۂ دامن جو ہاتھ میں آیا
سمٹ کے سارا جہاں میری ذات میں آیا

وہ عکسِ قرب مری روح میں اترنے لگے
کہ میری خاک پہ آئینے رشک کرنے لگے

نظر نے آپ کے جلووں کا جب طواف کیا
خدا نے مجھ سے گنہگار کو معاف کیا

★★★★

تجھ کو آنکھوں میں لئے جب میں یہ دنیا دیکھوں
ہر سحر میں ترے ماتھے کا اجالا دیکھوں

آئینہ بن کے جو ساری بشریت آئے
کوئی تصویر کوئی عکس نہ تجھ سا دیکھوں

میری بینائیوں کے پر سے نکل آتے ہیں
جب خلاؤں میں نقشِ کفِ پا دیکھوں

تیرے قدموں سے لپٹنے میں ہے معراج مری
تیری دہلیز پہ جبریل کو بیٹھا دیکھوں

کیا سمائے مرے لفظوں میں بڑائی تیری
صف میں نبیوں کی ترا اچاہنے والا دیکھوں

شوق ہوتا ہے جو بیتاب تلاوت کے لئے
رحلِ دل پر ترے جلووں کا صحیفہ دیکھوں

تیری انگشتِ تصور سے بھی چشمے پھوٹیں
تیرے صحرا میں کسی کو بھی نہ پیاسا دیکھوں

آنکھ والوں کو نظر آئی نہ پرچھائیں تری
میں تو دیوارِ ابد تک ترا سایہ دیکھوں

ڈال دے مجھ پہ مظفر جو وہ کالی کملی
روح کے غار سے خورشید نکلتا دیکھوں

ایک بے نام کو اعزازِ نسب مل جائے
کاش مداحِ پیمبر کا لقب مل جائے

میری پہچان کسی اور حوالے سے نہ ہو
اقتدارِ درِ سلطانِ عرب مل جائے

آدمی کو وہاں کیا کچھ نہیں ملتا ہو گا
سنگ ریزوں کو جہاں جنبشِ لب مل جائے

کس زباں سے میں تری ایک جھلک بھی مانگوں
طلبِ حُسن تو ہے حُسنِ طلب مل جائے

اب تو گھر میں بھی مسافر کی طرح رہتا ہوں
کیا خبر اذنِ حضوری مجھے کب مل جائے

خیمۂ دل ترے جلووں سے منور کر لوں
دیدۂ شوق کو بیدارِ شب مل جائے

تو اگر چھاپ غلامی کی لگا دے مجھ پر
مجھ گنہگار کو پروانۂ رب مل جائے

دے نہ قسطوں میں مظفر کو مَحبت اپنی
جس قدر اس کے مقدر میں ہے سب مل جائے

جہاں بھی ہو وہیں سے دو صدا سرکار سنتے ہیں
سرِ آئینہ سنتے ہیں پسِ دیوار سنتے ہیں

میری ہر سانس اُن کی آہٹوں کے ساتھ چلتی ہے
میرے دِل کے دھڑکنے کی بھی وہ رفتار سُنتے ہیں

گنہگار و درودِ والہانہ بھیج کر دیکھو
وہ اپنے امتی کا نغمہ ء کردار سنتے ہیں

کھڑے رہتے ہیں اہلِ تخت بھی دہلیز پر انکی
فقیروں کی صدائیں شہِ ابرار سنتے ہیں

میں صدقے جاؤں ان کی رحمۃ اللعالمینی کے
پکارو چاہے کتنی بار وہ ہر بار سنتے ہیں

وہ یوں ملتے ہیں جیسے زندگی میں کوئی ملتا ہے
وہ سنتے ہیں ہر اک کی اور سرِ دربار سنتے ہیں

مظفر جب کسی محفل میں ان کی نعت پڑھتا ہے
مرا ایمان ہے وہ بھی مرے اشعار سنتے ہیں

ہر بات اِک صحیفہ تھی اُمّی رسول کی
الفاظ تھے خدا کی زباں تھی رسول کی

وحدانیت کے پھول کھلے گرم ریت سے
دی سنگِ بے زباں نے گواہی رسول کی

بہبودی و فلاح کے جگنو نکل پڑے
تاریکیوں میں جب کھلی مٹھی رسول کی

سیڑھی لگائے عرشِ خدا پر نبی کی یاد
چلتی ہے سانس تھام کے انگلی رسول کی

دیکھیں گے میرے سر کی طرف لوگ حشر میں
چمکے گی تاج بن کے غلامی رسول کی

کھلتے ہیں در کچھ اور مظفر شعور کے
کرتا ہوں جب میں بات خدا کی رسول کی

جو بات ظلم سے نہ ہوئی پیار سے ہوئی
تہذیبِ زندگی ترے کردار سے ہوئی

جو مہر وماہ بھی نہ زمانے کو دے سکے
وہ روشنی ترے درودیوار سے ہوئی

امکان کی حدوں سے پرے تک ترے قدم
پیمائشِ جہاں تری پرکار سے ہوئی

ساحل کی آرزو نہیں تعلیمِ مُصطفٰے
یہ ناؤ تو روانہ ہی منجدھار سے ہوئی

مظلوم کے لہو کا مقدر بھی جاگ اٹھا
اسکی بھی قدر آپ کی تلوار سے ہوئی

پتھر بھی کھائے میرے رسولِ کریم نے
معراجِ حق بھی زینۂ ایثار سے ہوئی

تخلیقِ کائنات بھی صدقہ حضور کا
تزئینِ کائنات بھی سرکار سے ہوئی

عزت ہوئی جہاں میں مظفر کی آپ سے
زر سے ہوئی نہ جبہ و دستار سے ہوئی

نعت کہتے ہوئے نعت میں ڈوب جا
پار لگ جائے گا ذات میں ڈوب جا

فتح کرنی ہیں گر دل کی گہرائیاں
بھیگی آنکھوں کی برسات میں ڈوب جا

ایک اِک حرفِ قرآں میں رہتے ہیں وہ
ایک اِک جوئے آیات میں ڈوب جا

دیدہِ صبح سے پھوٹنا ہے اگر
آپ کے ہجر کی رات میں ڈوب جا

لَا سے کرنا ہے اِلّا تلک کا سفر
نفی کہتی ہے اثبات میں ڈوب جا

اُن کا ہر کام ہر بات انمول ہے
اُن کے ہر کام ہر بات میں ڈوب جا

لینے آئیں گے کتنے ہی ساحل تجھے
بیکرانیِ جذبات میں ڈوب جا

دل میں اپنے ڈبو دے مناجات کو
پھر مظفّؔر مناجات میں ڈوب جا

صبحِ ازل کا وہ ہے تارہ

بولا رب، جب اسے پکارا

چاند اور سورج ہاتھ پر اسکے

حیراں وقت، ثبات پر اسکے

بنیادِ اسلام کھڑی ہے

منبرِ ارشادات پر اسکے

گواہ قرآں کا ہر پارہ

بولا رب، جب اسے پکارا

لوحِ عمل پیشانی اس کی

محنت بھی وجدانی اس کی

حوصلوں کو بھی ناز ہے اس پر

مشقتیں دیوانی اس کی

فاقوں پر بھی اس کا اجارہ

بولا رب، جب اسے پکارا

دھوپ بھی اس کی رم جھم رم جھم
تہی دستی بھی منعم منعم
سایہ بھی اِک آئینہ خانہ
خاموشی بھی ایک معلم
لطفِ نظر بھی ایک ادارہ
بولا رب، جب اسے پکارا

سب سے پیارا سب سے چہیتا
پھر بھی اس پر کیا نہیں بیتا
قایم اس کی سب میزانیں
کرم سے اس کے کوئی نہ جیتا
صبر سے اس کے ظلم بھی ہارا
بولا رب، جب اسے پکارا

دل کھینچے اس کی ڈوری نے

روحوں کو بانٹے آئینے

پھول کھلائے صحراؤں میں

طوفانوں کی دیئے سفینے

بن گئی ہر اِک موج کنارہ

بولا رب، جب اسے پکارا

ایک نبی کے چار خلیفہ

سب کا لیکن ایک وظیفہ

اُس کا ہر اِک لفظ شہادت

اُس کا ہر کردار صحیفہ

پڑھنے والے پڑھیں دوبارہ

بولا رب، جب اسے پکارا

رحمتِ ذوالجلال قدسیوں کا جمال
بیکراں بے مثال م ح م د

آسمانوں سا قد صبح جیسا وجود
پس بھی پیش آفریں غیب، اصلاِ شہود
جس کی چپ بھی خطیب جس کا دُکھ بھی طبیب
آبروئے کمال م ح م د

جس کے دربار میں حکمِ قرآں چلے
جسکی رفتار میں نبضِ دوراں چلے
رنگ پانی کو دے زندگانی کو دے
خوبصورت مآل م ح م د

دھڑکنوں میں سنوں اسکے قدموں کی چاپ
اِک اچٹتی نظر دھوئے عمروں کے پاپ
دیدِ حق جس کی دید وقت جس کا مرید
جس کی فردا بھی حال م ح م د

صبر اس کی اساس فقر اس کا لباس
ہاتھ خالی مگر دو جہاں اس کے پاس
اس کے فاقے رئیس غم زدوں کا انیس
تہی دستوں کا مال م ح م د

جھوم اٹھے عرش بھی جب تشہد پڑھے
صحنِ فردوس میں وہ تہجد پڑھے
حق نما حق جواز عشق جس کی نماز
حُسن جس کا خیال م ح م د

شاخِ گل دے گیا تازیانے کے ساتھ
فقر بھی رکھ گیا ہر خزانے کے ساتھ
جب ہوں دکھ سامنے آئے وہ تھامنے
ہجر جس کا، وصال م ح م د

کبریا کا مرید انبیا کا امام
اس پہ لاکھوں دُرود اس پہ لاکھوں سلام
اس کا وعدہ، یقیں اس کی چاہت بھی دِیں
شرحِ دِیں، اس کی آل م ح م د

★★★★

اپنی رحمت کے سمندر میں اُتر جانے دے
بے ٹھکانہ ہوں ازل سے مجھے گھر جانے دے

سُوئے بطحا لئے جاتی ہے ہوائے بطحا
بوئے دنیا مجھے گمراہ نہ کر جانے دے

تیری صورت کی طرف دیکھ رہا ہوں آقا
پتلیوں کو اِسی مرکز پہ ٹھہر جانے دے

زندگی! گنبدِ خضرٰی ہی تو منزل ہے مری
مجھ کو ہریالیوں میں خاک بسر جانے دے

موت پر میری شہیدوں کو بھی رشک آئے گا
اپنے قدموں سے لپٹ کر مجھے مر جانے دے

خواہشِ ذات بہت ساتھ دیا ہے تیرا
اب جدھر میرے محمّد ﷺ ہیں اُدھر جانے دے

روک رضواں نہ مظفرؔ کو درِ جنت پر
یہ محمّد ﷺ کا ہے منظورِ نظر جانے دے

میں نے جب آپ کی دہلیز کو آقا چوما
یوں لگا آپ نے جیسے میرا ماتھا چوما

ہونٹ فارغ ہوئے پل بھر کو نہ آنکھیں میری
کبھی جالی، کبھی روضہ، کبھی پردہ چوما

میں بتاتا ہوں تمہیں عشق نوردی کیا ہے
ایک آہٹ کے لئے سارا مدینہ چوما

ان کے قدموں کی طرف لے گئے جب ہونٹ مجھے
ہونٹ بھی نقشِ قدم بن گئے اتنا چوما

شہد سا دوڑ گیا ہے میری شریانوں میں
جب کبھی پڑھ کے درود اپنا انگوٹھا چوما

سفرِ عرش پہ لے جانے کو جبریل آئے
اپنے رخسار سے مہتابِ کفِ پا چوما

آپ کو خواب میں دیکھا تو مقدر جاگا
جھوم اٹھا، نعت پڑھی، رو دیا، لپٹا، چوما

منزلیں رہتی ہیں سینے میں مظفرؔ میرے
وہ جدھر سے بھی گئے میں نے وہ رستہ چوما

محمدِ ﷺ عرَبی کی لُغات لکھنی ہے
اتار دو مجھے قرآن میں، نعت لکھنی ہے

مرت خدا مجھے حسّان کا قلم دیدے
مجھے بھی مدحِ شہِ کائنات لکھنی ہے

کبھی جو خشک نہ ہو ایسی چشمِ نم دیدے
کہ آنسوؤں سے مجھے دل کی بات لکھنی ہے

دعا کے ہاتھ میں وہ زلف خم بہ خم دیدے
سیاہ بختیوں میں چاند رات لکھنی ہے

یقین کو سندِ رحمت و کرم دیدے
عمل کی فرد پہ اپنی نجات لکھنی ہے

فرازِ عرش نہیں گوشۂ حرم دیدے
بہت سی شرحِ درود و صلٰوۃ لکھنی ہے

وجود کو نسبِ شجرۂ عدم دیدے
کتابِ فلسفۂ معجزات لکھنی ہے

تمام اسوہ و اوصافِ محترم دیدے
ہر ایک جزو کی اِک کلیّات لکھنی ہے

زبانِ عشق سے شرحِ صفات پھر نہ ہوئی
تمام عمر کہی نعت، نعت پھر نہ ہوئی

غریبِ فکر ہوں آقا معاف کر دیجے
جو بات کہہ نہ سکا تھا وہ بات پھر نہ ہوئی

اسی لئے تو محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناؤ میں بیٹھا
کسی بھنور کسی طوفاں سے مات پھر نہ ہوئی

چلا حضور کی آواز تھام کر جب سے
مفاہمت کسی لغزش کے ساتھ پھر نہ ہوئی

کرم کی ایک نظر بن گئی نصیب مرا
غمِ زمانہ و فکرِ نجات پھر نہ ہوئی

حضور نے ہمیں شائستۂ شعور کیا
تھی پہلے جتنی پریشاں حیات، پھر نہ ہوئی

کچھ اس طرح مرا خیر الوریٰ طلوع ہُوا
یقین و صدق کے آنگن میں رات پھر نہ ہوئی

چڑھا جو روپ تھا سلطانِ حُسن کے ہوتے
مظفؔر اتنی حَسیں کائنات پھر نہ ہوئی

قدرت نے میرے دل میں بھرے مُصطفٰے کے رنگ
بہتے ہیں میری آنکھ سے صَلِّ علٰی کے رنگ

یوں آنسوؤں میں خاکِ قدم ہے رسول کی
پانی میں جس طرح کوئی رکھ دے ملا کے رنگ

رونے سے کہکشائیں سی مجھ میں بکھر گئیں
بارش کے بعد دیکھ رہا ہوں گھٹا کے رنگ

بخشے ہمیں ہمارے رسالتمآب نے
انصاف کے یقین کے صدق و صفا کے رنگ

یہ سارا معجزہ ہے دُرود و سلام کا
دیکھی ہے میں نے لفظ کی خوشبو، صدا کے رنگ

کھلتے ہیں پھول کی طرح شاخ و شجر بغیر
دستِ دعا کی روشنیوں میں دعا کے رنگ

لوٹی ہے خوب بندگیوں کی بہار بھی
خوشبو چُنی رکوع میں، سجدے میں جا کے رنگ

ہر چند موت کوئی مصور نہیں مگر
آئے گی میرے پاس وہ لیکر بقا کے رنگ

احرام زرد صرف مُظفّر کو چاہیے
اچھے لگیں نہ سادگیوں کو قبا کے رنگ

آپ کا نامِ نامی ہی نعت آپکی
میری نعتوں کا دیوان ذات آپکی

ربِّ اکبر اتالیق ہے آپکا
تربیت گاہِ عالَم حیات آپکی

وقت اور فاصلے آپ کے ساتھ ہیں
آپ دولھا ہیں دنیا برات آپکی

مردہ دل بھی مسیحائی کرنے لگے
زندگی کا سویرا ہے رات آپکی

جب سے میں آپ کے راستوں پر چلا
چاپ، رہنے لگی میرے ساتھ آپکی

میری آنکھوں میں ڈوبا ہُوا ہے قلم
میرا ہر ایک آنسو دوات آپکی

یا محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا میں نے وظیفہ کیا
پڑھ کے نکلا ہوں ساری لغات آپکی

آپ کو چاہ کر معتبر میں ہُوا
میرے ہونٹوں پہ ہے بات بات آپکی

خوانِ رحمت سے چُنتا ہے اپنی غذا
کھا رہا ہے مُظفّرؔ زکوٰۃ آپکی

سر پر غلامی کی دستار باندھوں، تن پر محمدؐ ﷺ کے رنگ پہنوں
دستِ طلب کے رکھوں بند ڈھیلے، پیروں میں زنجیرِ تنگ پہنوں

شفّاف ایسی طبیعت ہے اپنی، میلا بدن بھی گوارا نہیں
کپڑے تو کپڑے ہیں میں روح پر بھی نکھرا ہُوا انگ انگ پہنوں

گھٹتے ہوئے فاصلوں کی مدد سے، بڑھتا رہے میرا شوقِ سفر
پہنائیں جب انکے رستے کو جھونکے، خوش ہو کے احرامِ سنگ پہنوں

سب سے بڑا نفس دشمن ہے میرا، سرکوبیِ نفس کے واسطے
تنہائیوں میں بھی اکثر میں آقا، پوشاکِ میدانِ جنگ پہنوں

باہر نکل آئے اندر کا چہرہ، تو آئینہ مجھ پہ ہنسنے لگے
کر دو مرے دیدہ و دل بھی صیقل، کب تک گناہوں کا زنگ پہنوں

حسرت سے لعل و گہر مجھ کو دیکھیں، رعنائیاں عشک مجھ پر کریں
تقوے میں صبر و قناعت پرو کر میں مُصطفٰے کا ملنگ پہنوں

مارے ہیں کتنے ملامت کے پتھر، پھر بھی نہ آقا کے لائق ہُوا
کیا ٹوٹے پھوٹے بدن پر مُظفّرؔ، اب جامۂ نام و ننگ پہنوں

جب وہ چہرہ دکھائی دیتا ہے
عشق سجدہ دکھائی دیتا ہے

کیا ادھر سے حضور گزرے ہیں
چاند سایہ دکھائی دیتا ہے

رو رہا ہے یہ کون خلوت میں
غار سدرہ دکھائی دیتا ہے

سنگِ اسود کو اس لئے چوموں
اُن کا بوسہ دکھائی دیتا ہے

کس قدر مطمئن ہیں میرے حضور
گھر میں فاقہ دکھائی دیتا ہے

سارا قرآن ب سے س تلک
اُن کا خطبہ دکھائی دیتا ہے

کس کے نقشِ قدم پہ چلتا ہوں
صاف رستہ دکھائی دیتا ہے

بخدا کس قدر حیات افروز
اُن کا روضہ دکھائی دیتا ہے

سارا جغرافیہ مُظفّر کو
اُن کا حجرہ دکھائی دیتا ہے

آیت آیت میں پیمبر بولے
اور پھر روح کے اندر بولے

کس قیامت کا وہ انساں ہو گا
جس کی تائید میں پتھر بولے

آپ سر تا پا خدا کی آواز
لب ہوں خاموش تو پیکر بولے

پیاس جب حُسنِ سماعت بن جائے
اُن کے ہاتھوں میں سمندر بولے

میرے اندر کا بلالِ حبشی
مسجدِ عشق پہ چڑھ کر بولے

ہوش میں کرتا ہوں ایسی باتیں
جیسے مستی میں قلندر بولے

دیکھتا ہوں جو محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
کبھی آنکھیں کبھی منظر بولے

اُن کے قدموں پہ رہے سر میرا
اُن کے لہجے میں مقدر بولے

حشر کا دن ہے کہ یومِ آواز
میرا ہر عضو مظفرؔ بولے

تمھیں چاہا ہے سر سٹھ سال ابھی تو
یہ دھڑکن چلتے چلتے رُک گئی تو

بنامِ زندگی کیا تم سے مانگوں
بہت ہی مختصر ہے زندگی تو

علیحدہ ہو کے قدموں سے تمہارے
بہت ہی گر گیا ہے آدمی تو

چراغِ راہ ہے سایہ تمہارا
عدم تک جائیگی یہ روشنی تو

لہو کی آگ پر ڈالو نہ پانی
ریاضت کا سفر ہے تشنگی تو

ہمیشہ سے فقیرِ مُصطفٰے ہوں
ازل سے ہیں یہ آنکھیں بھک منگی تو

جمالِ مُصطفٰے دم بھر ٹھہر جا
نظر کے جام خالی ہیں ابھی تو

جبھی تو خوبصورت لگ رہا ہوں
مرا حُسنِ نظر ہیں آپ ہی تو

برتنے پر مُظفّر منحصر ہے
یہ دنیا بھی ہے کہنے کو بُری تو

سنگِ دہلیزِ پیمبر ہوتا
اُن کے قدموں میں مرا سر ہوتا

لب ہی لب میرے بدن پر ہوتے
اور بدن آپ کی چادر ہوتا

پوچھتے وہ مرے رونے کا سبب
کاش میں کاٹ کا منبر ہوتا

دیکھ لیتا جو انہیں ایک نظر
سارا قرآن مجھے ازبر ہوتا

گنبدِ سبز پہ رہتی جو نظر
آسمانوں کے برابر ہوتا

روشنی پڑتی مُظَفّؔر اتنی
ہر ستارے میں مرا گھر ہوتا

گلستانِ مُصطفٰے کا پھول بن
بن سکے تو عاشقِ رسول بن

جس نے قاتلوں پہ اپنی چھاؤں کی
رنگ بانٹتی ہے دھول پاؤں کی
اوڑھنی ہے گر دھنک تو دھول بن

شب کو چادر اپنے سر پہ ڈال لے
تیرگی میں زندگی اجال لے
آپ کا وظیفہ واصول بن

قربتِ رسول ورب میں چُور رہ
نا قبولِ بندگی سے دُور رہ
صرف ایک سجدہِ قبول بن

چاہتا ہے گر حبیب کی رضا
چاہ کا ہے یہ مُظفّرؔ اقتضا
پائے خواہشات کا ببول بن

منقبت

یہ اصحابِ صفّہ خدا کے سپاہی
یہ عشقِ نبی کی انوکھی گواہی

یہ ظاہر کے شفاف باطن کے اجلے
نہیں ان کی راتوں سے واقف سیاہی

محمد ﷺ کے ایک ایک اشارے کے رسیا
دھنی معرفت کے، شریعت کے راہی

پناہِ رسالت میں ہر وقت رہنا
یہی تو ہے ایمان کی بے پناہی

ہے انکی تمام آرزوؤں کا محور
رضائے محمد ﷺ رضائے الٰہی

محاذوں کے غازی، مصلوں کی رونق
فقیروں کی تحویل میں بادشاہی

اسی بسترِ خاک کے سارے تکیے
یہی سے چلا سکۂ خانقاہی

بُرا کوئی سمجھے کہ اچھا مظفرؔ
ہمارا ہے مسلک، فقط خیر خواہی

علی حق علی
علی حق علی
شہادت کو گود تو نے لیا
مَحبت کی رسم تجھ سے چلی

بلندیِ فکر منصب ترا، ہر اِک آئینہ محدب ترا
نگاہِ رسول مکتب ترا، جو علم ان کے پاس، وہ سب ترا
وصی الوصی، ولی الولی
علی حق علی
علی حق علی

محمد ﷺ کا بھائی، شیر خدا، فراست نصب، صداقت نما
حمیّت سپر، شجاعت قبا، ہدایت گجر، شریعت عصا
طریقت مکاں، تصوّف گلی
علی حق علی
علی حق علی

رضا اور صبر جادہ ترا، غبارِ سفر لبادہ ترا
عمل کی طرح ارادہ ترا، نگاہوں سے دل کشادہ ترا
ترا شعلۂ لطافت کلی
علی حق علی
علی حق علی

دعائے غریب کا ہمسفر، بگڑتے نصیب کا چارہ گر
وہ کعبہ، خدا کا وہ پہلا گھر، پڑی اس پہ تیری پہلی نظر
جہاں تیری پہلی دھڑکن چلی
علی حق علی
علی حق علی

طلب کو شدید تو نے کیا، سماعت کو دید تو نے کیا
مجھے بھی مرید تو نے کیا، کرم یہ مزید تو نے کیا
کہ جاں تیری آہٹوں میں ڈھلی
علی حق علی
علی حق علی

★★★★

آئے ہر سال مُحرّم، مرے اشکوں کی طرح
بجھنے لگتا ہوں نویں شب کے چراغوں کی طرح

میرے سینے سے بھی شعلوں کی لپٹ آتی ہے
شامِ عاشور کے جلتے ہوئے خیموں کی طرح

اب تو احباب بغلگیر ہُوا کرتے ہیں
لشکرِ سعد سے آئے ہوئے تیروں کی طرح

ظلم نے عشق کو نیزے پہ اٹھا رکھا ہے
عدل ہے، ریت پہ بکھری ہوئی لاشوں کی طرح

کربلاؤں کے مسافر ہیں یقیناً ہم بھی
پیش آتی ہے یہ دنیا بھی یزیدوں کی طرح

زندگی حوصلہِ فتح ہمیں کیا دے گی
ہم تو پرچم بھی اٹھاتے ہیں جنازوں کی طرح

غیرتیں بیچ دیا کرتے ہیں بازاروں میں
بستیاں اپنی بسا لیتے ہیں کوفوں کی طرح

تیغ کی طرح نیاموں سے نکلتے ہیں مگر
ٹوٹ بھی جاتے ہیں بزدل کے ارادوں کی طرح

کاش اتنی ہمیں توفیقِ جسارت مِل جائے
سر اٹھا سکتے ہوں شبّیر کے قدموں کی طرح

جبر و صبر کے مناظرے کا نام کربلا
افتتاح، جنگِ بدر، اختتام، کربلا

تیرگی ہوئی تو خون کے چراغ جل اٹھے
لوحِ خاک پر نوشتۂ امام کربلا

فرض کے ترازوؤں میں تولتی ہے فیصلے
پوچھتی نہیں عدالتوں کے دام کربلا

ایک انقلاب اِک سفر اِک آگہی حُسین
اِک چراغ ایک موڑ اِک پیام کربلا

سینکڑوں برس سے اپنے سر میں خاک ڈال کر
بھیجتی ہے ہر شہید پر سلام کربلا

لڑ رہی ہیں ظالموں سے آج بھی صداقتیں
آج بھی ہے زندگی سے ہمکلام کربلا

جب نواسہِ رسول تیغ کی طرح چلے
بن گئی خدا کے حکم سے نیام کربلا

خوں بہا مظفرؔ آج تک ادا نہ کر سکی
دے گئی غمِ مُحرّم الحرام کربلا

بہتے بہتے پکارا لہو

قاتلوں سے نہ ہارا لہو

حرّیت زیرِ تعمیر تھی

کیوں نہ ہو تا صف آرا لہو

زندگی کا مسافر شہید

عشق کا استعارہ لہو

آگ خیمہ، طنابیں ہوائیں

ریت دریا، کنارہ لہو

صبر کے پاسباں قہقہے

ظلم آنکھیں، نظارا لہو

روشنی کا سفر ہے جہاد

کربلا چاند، تارہ لہو

زورِ مظلوم بھی کم نہیں
توڑ دے ہر اجارہ لہو

اپنی تاریخ نصرتِ مآب
فتح کا گوشوارہ لہو

وقف ہے دین کے واسطے
ان رگوں کا بھی سارا لہو

سرخرو ہوں مظؔفر اصول
خاک پر بھی گوارا لہو

کٹنے والی گردنیں، نام و نشانِ کربلا
پیشِ لفظِ زندگی، پس ماندگانِ کربلا

بیچنے آئے ہیں خود کو مُصطفٰے کے لاڈلے
کتنے بازاروں پہ بھاری ہے دکانِ کربلا

خون سے بھی لکھے جاتے ہیں خدا کے فیصلے
خامہِ قدرت کے منہ میں ہے زبانِ کربلا

کٹ گیا انسانیت کے باب سے نامِ یزید
ایک تاریخی گواہی ہے بیانِ کربلا

گرتی لاشوں پر ہی بنیادِ حرم رکھی گئی
گونجتی ہے ساری دنیا میں اذانِ کربلا

میرے اندر بھی رہا کرتی ہے جنگِ خیر و شر
مل ہی جاتی ہے مرے سچ کو امانِ کربلا

کاش اُس مٹی تلک پہنچا دیا جائے مجھے
میں بھی آنکھوں سے چنوں کا زعفرانِ کربلا

طالبِ علمِ شہادت ہوں مظؔفر وارثی
زندگی کو بھی ہے درپیش امتحانِ کربلا

جرأت فصیلِ جبر گرانے کو چاہیے
اب حُسین سارے زمانے کو چاہیے

سجدہ اگر امام بھی ہو مقتدی بھی ہو
سجدے کے ساتھ سر بھی کٹانے کو چاہیے

اے راستے کی خاک یہ احسان تو ہی کر
زینب کے سر پہ چادر اڑھانے کو چاہیے

کاٹی گئی تھی خون سے گردن یزید کی
تلوار پھر وہ دھار لگانے کو چاہیے

نیزوں پہ سر، جلے ہوئے خیمے، اداس شام
اب اور کیا نبی کے گھرانے کو چاہیے

تھوڑے سے خوں سے نام مٹانا ہے ظلم کا
تھوڑا سا خوں چراغ جلانے کو چاہیے

جس میں مصوروں کا لہو ہو بھرا ہوا
تصویر ایسی آئینہ خانے کو چاہیے

دَھن کی ٹوٹتی رہیں گی تجوریاں
اِک چور غیرتوں کے خزانے کو چاہیے

حرم بھی رو پڑا ایسی اذان دی تونے
گلا کٹا کے خدا کو زبان دی تونے

وہ اعتماد و تیقن ملے نہ زندوں کو
جس اعتماد و تیقن سے جان دی تونے

ذرا سی جگہ بھی خالی نہ جسم پر چھوڑی
ہر ایک تیرِ ستم کو امان دی تونے

شدید دھوپ پڑی لا الہ کے سر پر
تو اپنی چادرِ کردار تان دی تونے

ہر اِک شفق سے نمودار ہ لہو تیرا
پرندہ تھا یہ خدا کا، اڑان دی تونے

چراغِ شام بجھا کر دلوں میں نور بھرا
یقیں کو، گھوڑے سے گر کر اٹھان دی تونے

توحید پر محیط ہے قربانیِ حُسین
سجدے میں ہے جڑی ہوئی پیشانیِ حُسین

میدانِ کربلا میں شریعت بکھر گئی
ترتیب دے رہی ہے پریشانیِ حُسین

لاشوں کے درمیان ہیں تنہا کھڑے ہوئے
سامانِ حق ہے بے سروسامانیِ حُسین

سب سرکشوں کو اپنے لہو میں ڈبو دیا
باطل کو غرق کر گئی طغیانیِ حُسین

نیزے پہ چڑھ کے سر نے بلندی کا حق لیا
قائم رکھی اجل نے بھی سلطانیِ حُسین

آنے نہ دیگی اپنی صفوں میں نئے یزید
دروازے پہ کھڑی ہے نگہبانیِ حُسین

رونق تمام نانا نواسے کے دم سے ہے
ثانیِ مصطفٰے نہ کوئی ثانیِ حُسین

اس قدر تیری حرارت مرے ایمان میں آئے
موت بستر پہ نہ آئے مجھے میدان میں آئے

ساری دنیا کے یزیدوں کو مٹا سکتا ہے
تیرا ایثار اگر آج کے انسان میں آئے

کوئی کردار حسین ابنِ علی سا لیکر
کوئی بھی قوم کسی عہد کے ایوان میں آئے

جب نویں شب کے چراغوں کو بجھا کر دیکھوں
تیرے اندر کا اجالا مرے وجدان میں آئے

جب کسی شمر کا خنجر مجھے للکارتا ہے
ضربِ شبیر کی آواز مرے کان میں آئے

اس کے جمہور کے لہجے میں دعا مانگتا ہوں
ملک میرا نہ الہٰی کسی بحران میں آئے

ہر طرف آج مظفر نہ بہے خون اسکا
اپنے اسلاف کا جذبہ جو مسلمان میں آئے

لبوں پہ الفاظ ہیں کہ پیاسوں کا قافلہ ہے
نمی ہے یہ یا فرات آنکھوں سے بہہ رہی ہے
حیات آنکھوں سے بہہ رہی ہے
سپاہ فسق و فجور یلغار کر رہی ہے
دلوں کو مسمار کر رہی ہے

لہو لہو ہیں ہماری سوچیں
برہنہ سر ہے حیا تمنائیں بال نوچیں
وفا کے بازو کٹے ہوئے ہیں
ہلاکتوں کے غبار سے زندگی کے میداں پٹے ہوئے ہیں
دھواں ہر اک خیمۂ صدا سے نکل رہا ہے
ہر ایک اندر سے جل رہا ہے

ریا کے نیزوں پہ آج سچائیوں کے سر ہیں
یزیدیت کے اصول اپنے عروج پر ہیں
بڑی ہی ظالم ہے حق پسندی کو چین لینے نہ دے یہ دنیا
ہمیں تو کوفہ لگے یہ دنیا
قدم قدم آزمائشوں کی فضا ملی ہے
ہمیں تو ہر دور میں نئی کربلا ملی ہے

مسجدِ حق کی اذاں احمد رضا
عشق کا دارالاماں احمد رضا

شرع و سنت کی حقیقی راہ گزر
معرفت کا گلستاں احمد رضا

عکسِ باطن بھی ہے آئینہ بکف
جسم دیں، پرچھائیاں احمد رضا

قائلِ اجماع و قرآن و حدیث
حُسنِ نیّت کی زباں احمد رضا

ہیں تصانیف آپ کی لگ بھگ ہزار
علم کے کوہِ گراں احمد رضا

ہر ادا اصحابِ صفّہ کی مرید
سائبانِ عاشقاں احمد رضا

جو نبی کے خانوادے سے چلی

اُس مَحبت کی اذاں احمد رضا

موت کو سکھلائیں جینے کا ہنر

قبر کی روحِ رواں احمد رضا

چل رہی ہے اذن سے اُن کے ہَوا

ناؤ ایماں، بادباں احمد رضا

رستے رستے آپ کے نقشِ قدم

کارواں در کارواں احمد رضا

جائے پیدائش بریلی کی زمیں

ہیں مکینِ قلب و جاں احمد رضا

ذہن، دل، آنکھیں مُظَفّر روشنی

چاند سورج کہکشاں احمد رضا

سلام

رحمتِ دو جہاں پر سلام
شہد رکھے زباں پر سلام

اشک انکی طرف چل پڑے
اِس حَسیں کہکشاں پر سلام

اپنی آنکھوں سے لکھ آیا ہوں
آپ کے آستاں پر سلام

بھیجتی ہے سماعت مری
اُس سراپا اذاں پر سلام

دشمنِ جاں کو بھی امن دے
پیشوائے اماں پر سلام

جگمگائیں نشانِ قدم
جادۂ جاوداں پر سلام

طواف اُن کا کرے بزرگی، ہے ختم ہر احترام اُن پر
سلام اُن پر
میں انکا بندہ وہ میرے آقا، نثار انکا غلام اُن پر
سلام اُن پر

نشانِ پا اُن کے، حاشیے سے
وہ رونقیں بانٹتے ہوئے آئے تخلیے سے
سجے ہر اِک رُخ سے زاویے سے، نبیِ رحمت کا نام اُن پر
سلام اُن پر

سکوت، حُسنِ ادا کو پہنچا
شعورِ انساں، بلندی و ارتقا کو پہنچا
نزول کی انتہا کو پہنچا، خُدا کا حتمی کلام اُن پر
سلام اُن پر

وہ اوّل و آخر و مسلسل
وہ سب سے اعلٰی وہ سب سے بالا وہ سب سے افضل
شریعت ان پر ہوئی مکمل، ہوئی رسالت تمام اُن پر
سلام اُن پر

اگرچہ عیسٰی کے بعد آئے
مگر براہیم و نوح و آدم کو یاد آئے
بنامِ عشق و جہاد آئے، لگی ہے مُہرِ دوام اُن پر
سلام اُن پر

قریب بھی ہیں بعید بھی ہیں
بیک زمانہ قدیم بھی ہیں جدید بھی ہیں
مراد بھی ہیں مرید بھی ہیں، فدا ہوں ہر صبح و شام اُن پر
سلام اُن پر

غزلیات

تمہاری آنکھیں شرارتی ہیں

تم اپنے پیچھے چھپے ہوئے ہو
بغور دیکھوں تمہیں تو مجھ کو
شرارتوں پر ابھارتی ہیں
تمہاری آنکھیں شرارتی ہیں

لہو کو شعلہ بدست کر دیں
یہ پتھروں کو بھی مست کر دیں
حیات کی سوکھتی رتوں میں
بہار کا بندوبست کر دیں
کبھی گلابی کبھی سنہری
سمندروں سے زیادہ گہری
تہوں میں اپنی اتارتی ہیں
تمہاری آنکھیں شرارتی ہیں

حیا بھی ہے ان میں شوخیاں بھی
یہ راز بھی اپنی ترجماں بھی
ریاست حسن و عشق کی ہیں
رعایا بھی اور حکمراں بھی
وہ کھو گیا یہ ملی ہیں جس کو
یہ جیتنا چاہتی ہے جس کو
اسی سے دراصل ہارتی ہیں
تمہاری آنکھیں شرارتی ہیں

کشش کا وہ دائرہ بنائیں
حواس جس سے نکل نہ پائیں
میں اپنے اندر بکھر سا جاؤں
سمیٹنے بھی نہ مجھ کو آئیں
عجب ہے انجان پن بھی ان کا
میں ان کا اور میرا فن بھی ان کا
خموش رہ کر پکارتی ہیں
تمہاری آنکھیں شرارتی ہیں

ایک مجبور کا تن بکتا ہے من بکتا ہے
ان دکانوں میں شرافت کا چلن بکتا ہے

سودا ہوتا ہے اندھیروں میں گناہوں کا یہاں
زندگی نام ہے ہنستی ہوئی آہوں کا یہاں
زندہ لاشوں کے لیے سرخ کفن بکتا ہے

جھوٹی الفت کے اشاروں پہ وفا رقص کرے
چند سکوں کے چھناکے پہ حیا رقص کرے
حسن معصوم کا بے ساختہ پن بکتا ہے

بیچ کر اپنا لہو آگ کمائی جائے
آبرو قوم کی سیجوں پہ لٹائی جائے
سر بازار ہوس پیار کا فن بکتا ہے

زندگی جس پر ہنسے ایسی کوئی خواہش نہ کی
گھاؤ سینے میں سجائے گھر کی آرائش نہ کی

نکتہ چینی پر مری تم اتنے برگشتہ نہ ہو
کہہ دیا جو کچھ بھی دل میں تھا مگر سازش نہ کی

ایک سے حالات آئے ہیں نظر ہر دور میں
رک گئے میرے قدم یا وقت نے گردش نہ کی

جھک گیا قدموں پہ تیرے پھر بھی سر اونچا رہا
آنکھ پتھر ہو گئی جلووں کی فرمائش نہ کی

لاکھ نظروں کو اچھالا تو نہ آیا بام پر
سائے سر پٹخا کیے دیوار نے جنبش نہ کی

میں نے جن آنکھوں کو سینے میں اتارا پھر گئیں
خود کو اپنانے کی اس ڈر سے کبھی کوشش نہ کی

رہ کے محدود وسائل کی مظفرؔ نے بسر
پاؤں پھیلا کر کبھی چادر کی پیمائش نہ کی

خود مری آنکھوں سے اوجھل میری ہستی ہو گئی
آئینہ تو صاف ہے تصویر دھندلی ہو گئی

سانس لیتا ہوں تو چبھتی ہیں بدن میں ہڈیاں
روح بھی شاید مری اب مجھ سے باغی ہو گئی

فاش کر دیں میں نے خود اندر کی بے ترتیبیاں
زندگی آرائشوں میں اور ننگی ہو گئی

پیار کرتی ہیں مرے رستوں سے کیا کیا بندشیں
توڑ دی زنجیر تو دیوار اونچی ہو گئی

میری جانب آئے پسِ منظر سے پتھر بے شمار
رنگ دنیا دیکھ کر بینائی زخمی ہو گئی

پڑ گیا پردہ سماعت پر تری آواز کا
ایک آہٹ کتنے ہنگاموں پہ حاوی ہو گئی

کر گیا ہے مبتلائے کرب اور اک سانحہ
اور کچھ دن زندہ رہنے کی تلافی ہو گئی

خواہشوں کی آگ بھی بھڑکائے گی اب کیا مجھے
راکھ بھی میری مظفرؔ اب تو ٹھنڈی ہو گئی

نکھر سکا نہ بدن چاندنی میں سونے سے
سحر ہوئی تو خراشیں چنیں بچھونے سے

صدف لیے ہوئے ابھری ہے لاش بھی میری
بچا رہے تھے مجھے لوگ غرق ہونے سے

ہنر ہے تجھ میں تو قائل بھی کر زمانے کو
چمک اٹھے گی نہ شکل آئینے کو دھونے سے

لپٹ رہی ہیں مرے راستوں سے روشنیاں
نظر میں لوگ ہیں کچھ سانولے سلونے سے

لگا کے زخم بہانے چلا ہے اب آنسو
رکا ہے خون کہیں پٹیاں بھگونے سے

ہمیں نہ ہوں کہیں دیکھو تو غور سے لوگو
ہیں طفل وقت کے ہاتھوں میں کچھ کھلونے سے

مرے دکھوں سے بھی کچھ فائدہ اٹھا دنیا
زمیں کی پیاس بجھے بادلوں کے رونے سے

لہو رگوں میں مظفرؔ چھڑائے مہتابی
ملے ہے کیا اسے چنگاریاں چبھونے سے

ہاتھ اِنصاف کے چوروں کا بھی کیا میں کاٹوں
جُرم قانُون کرے، اور سزا میں کاٹوں

! دُودھ کی نہر، شہنشاہ محل میں لے جائے
تیشۂ خُوں سے پہاڑوں کا گَلا میں کاٹوں

تیرے ہاتھوں میں ہے تلوار، مِرے پاس قَلَم
بول! سر ظُلم کا، تُو کاٹے گا یا میں کاٹوں

اب تو بندے بھی، خُدا بندوں کی تقدِیر لکھیں
دے وہ طاقت مجھے، اُن سب کا لِکھا میں کاٹوں

پاؤں ہوتے ہوئے، کب تک چلوں بیساکھیوں پر
کب تلک، دوسروں کا بویا ہُوا، میں کاٹوں

کُھلے ماحول پہ وہ حَبس کو معمُور کرے
سانس کی دھار سے زنجیرِ ہَوا، میں کاٹوں

! چھاؤں تو، اُس کو مظفرؔ نہیں اچھّی لگتی
کہتا مجھ سے ہے کہ، یہ پیڑ گھنا میں کاٹوں

میری جدائیوں سے وہ مل کر نہیں گیا
اس کے بغیر میں بھی کوئی مر نہیں گیا

دنیا میں گھوم پھر کے بھی ایسے لگا مجھے
جیسے میں اپنی ذات سے باہر نہیں گیا

کیا خوب ہے ہماری ترقی پسندیاں
زینے بنا لیے کوئی اوپر نہیں گیا

جغرافیے نے کاٹ دیئے راستے میرے
تاریخ کو گلہ ہے کہ میں گھر نہیں گیا

ایسی کوئی عجیب عمارت تھی زندگی
باہر سے جھانکتا رہا اندر نہیں گیا

سب اپنے ہی بدن پہ مظفر سجا لئے
واپس کسی طرف کوئی پتھر نہیں گیا

کچھ ایسا اترا میں اس سنگ دل کے شیشے میں
کہ چند سانس بھی آئے نہ اپنے حصے میں

وہ ایک ایسے سمندر کے روپ میں آیا
کہ عمر کٹ گئی جس کو عبور کرنے میں

مجھے خود اپنی طلب کا نہیں ہے اندازہ
یہ کائنات بھی تھوڑی ہے میرے کاسے میں

ملی تو ہے مری تنہائیوں کو آزادی
جڑی ہوئی ہیں کچھ آنکھیں مگر دریچے میں

غنیم بھی کوئی مجھ کو نظر نہیں آتا
گھرا ہوا بھی ہوں چاروں طرف سے خطرے میں

مرا شعور بھی شاید وہ طفل کمسن ہے
بچھڑ گیا ہے جو گمراہیوں کے میلے میں

ہنر ہے شاعری شطرنج شوق ہے میرا
یہ جائیداد مظفر ملی ہے ورثے میں

★★★★

نیندوں کا احتساب ہُوا یا نہیں ہُوا
سچا کسی کا خواب ہُوا یا نہیں ہُوا

بے داغ کوئی شکل نظر آئی یا نہیں
آئینہ بے نقاب ہُوا یا نہیں ہُوا

لائی گئیں کٹہرے میں کتنی عدالتیں
قانون لاجواب ہُوا یا نہیں ہُوا

جو آج تک کیا گیا احسان کی طرح
اس ظلم کا حساب ہُوا یا نہیں ہُوا

اُس کے بھی دل میں آگ لگی یا نہیں لگی
پتھر بھی آب آب ہُوا یا نہیں ہُوا

پڑھتی ہے جس کتاب کو صدیوں سے زندگی
ختم اس کا کوئی باب ہُوا یا نہیں ہُوا

قدر اہلِ روشنی کی بڑھی یا نہیں بڑھی
ذرہ بھی آفتاب ہُوا یا نہیں ہُوا

انسانیت سے رابطہ کرنے کے باب میں
انسان کامیاب ہُوا یا نہیں ہُوا

سنبھلنے کے لئے گرنا پڑا ہے
ہمیں جینا بہت مہنگا پڑا ہے

رقم تھیں اپنے چہرے پر خراشیں
میں سمجھا آئینہ ٹوٹا پڑا ہے

یہ کیسی روشنی تھی میرے اندر
کہ مجھ پر دھوپ کا سایہ پڑا ہے

مری آنکھوں میں تم کیا جھانکتے ہو
تہوں میں آنسوؤں کے کیا پڑا ہے

حواس و ہوش ہیں بیدار لیکن
ضمیر انسان کا سویا پڑا ہے

بدن شوقین کم پیراہنی کا
در و دیوار پر پردہ پڑا ہے

اٹھا تھا زندگی پر ہاتھ میرا

گریباں پر خود اپنے جا پڑا ہے

محبت آنسوؤں کے گھاٹ لے چل

بہت دن سے یہ دل میلا پڑا ہے

زمیں ناراض ہے کچھ ہم سے شاید

پڑا ہے پاؤں جب الٹا پڑا ہے

ڈبو سکتی نہیں دریا کی لہریں

ابھی پانی میں اک تنکا پڑا ہے

مظفر رونقوں میلوں کا رسیا

ہجومِ درد میں تنہا پڑا ہے

ہم کریں بات دلیلوں سے، تو رد ہوتی ہے
اس کے ہونٹوں کی خموشی بھی سند ہوتی ہے

سانس لیتے ہوئے انساں بھی ہے لاشوں کی طرح
اب دھڑکتے ہوئے دل کی بھی لحد ہوتی ہے

اپنی آواز کے پتھر بھی نہ اس تک پہنچے
اس کی آنکھوں کے اشارے میں بھی زد ہوتی ہے

جس کی گردن میں ہے پھندا وہی انسان بڑا
سولیوں سے یہاں پیمائش قد ہوتی ہے

شعبدہ گر بھی پہنتے ہیں خطیبوں کا لباس
بولتا جہل ہے بدنام خرد ہوتی ہے

کچھ نہ کہنے سے بھی چھن جاتا ہے اعزاز سخن
ظلم سہنے سے بھی ظالم کی مدد ہوتی ہے

ہاتھ آنکھوں پہ رکھ لینے سے خطرہ نہیں جاتا
دیوار سے بھونچال کو روکا نہیں جاتا

دعووں کے ترازو میں تو عظمت نہیں تُلتی
فیتے سے تو کردار کو ناپا نہیں جاتا

فرمان سے پیڑوں پہ کبھی پھل نہیں لگتے
تلوار سے موسم کوئی بدلا نہیں جاتا

چور اپنے گھروں میں تو نہیں نقب لگاتے
اپنی ہی کمائی کو تو لُوٹا نہیں جاتا

اوروں کے خیالات کی لیتے ہیں تلاشی
اور اپنے گریبانوں میں جھانکا نہیں جاتا

فولاد سے فولاد تو کٹ سکتا ہے لیکن
قانون کو قانون سے بدلا نہیں جاتا

ظلمت کو گھٹا کہنے سے بارش نہیں ہوتی
شعلوں کو ہواؤں سے توڑھانپا نہیں جاتا

طوفان میں ہو ناؤ تو کچھ صبر بھی آئے
ساحل پہ کھڑے ہو کے توڈوبا نہیں جاتا

دریا کے کنارے تو پہنچ جاتے ہیں پیاسے
پیاسوں کے گھروں تک کوئی دریا نہیں جاتا

اللہ جسے چاہے اُسے ملتی ہے مظفر
عزت کو دوکانوں سے خریدا نہیں جاتا

اب کے برسات کی رُت اور بھی بھڑکیلی ہے،
جسم سے آگ نکلتی ہے قبا گیلی ہے،

سوچتا ہوں کہ اب انجامِ سفر کیا ہو گا؟
لوگ بھی کانچ کے ہیں راہ بھی پتھریلی ہے،

شدتِ کرب میں تو ہنسنا کرب ہے میرا،
ہاتھ ہی سخت ہیں زنجیر کہاں ڈھیلی ہے؟

گرد آنکھوں میں سہی، داغ تو چہرے پہ نہیں،
لفظ دھندلے ہیں مگر فکر تو چمکیلی ہے،

گھول دیتا ہے سماعت میں وہ میٹھا لہجا،
کس کو معلوم کہ یہ قند بھی زہریلی ہے،

پہلے رگ رگ سے مری خون نچوڑا اسنے،
اب یہ کہتا ہے کہ رنگت ہی مری پیلی ہے،

مجھکو بے رنگ نہ کر دیں کہیں رنگ اتنے،
سبز موسم ہے، ہوا سرخ، فضا نیلی ہے،

میری پرواز کسی کو نہیں بھاتی تو نہ بھائے،
کیا کروں ذہن مظفر میرا اجریلی ہے۔

لبِ خاموش سے اظہارِ تمنا چاہیں
بات کرنے کو بھی تصویر کا لہجہ چاہیں

تو چلے ساتھ تو آہٹ بھی نہ آئے اپنی
درمیاں ہم بھی نہ ہوں یوں تجھے تنہا چاہیں

ظاہری آنکھ سے کیا دیکھ سکے گا کوئی
اپنے باطن پہ بھی ہم فاش نہ ہونا چاہیں

جسم پوشی کو ملے چادرِ افلاک ہمیں
سر چھپانے کے لئے وسعتِ صحرا چاہیں

خواب میں روئیں تو احساس ہو سیرابی کو
ریت پر سوئیں مگر آنکھ میں دریا چاہیں

بھینٹ چڑھ جاؤں نہ میں اپنے ہی خیر و شر کی
خونِ دل ضبط کریں، زخمِ تماشا چاہیں

زندگی آنکھ سے او جھل ہو مگر ختم نہ ہو
اِک جہاں اور پسِ بردۂ دنیا چاہیں

آج کا دن تو چلو کٹ گیا جیسے بھی کٹا
اب خداوند سے خیریتِ فردا چاہیں

ایسے تیراک بھی دیکھے ہیں مظفر ہم نے
غرق ہونے کے لئے بھی جو سہارا چاہیں

★★★★

شعلہ ہوں، بھڑکنے کی گزارش نہیں کرتا
سچ منہ سے نکل جاتا ہے، کوشش نہیں کرتا

گرتی ہوئی دیوار کا ہمدرد ہوں، لیکن
چڑھتے ہوئے سورج کی پرستش نہیں کرتا

ماتھے کے پسینے کی مہک آئے تو دیکھیں
وہ خون میرے جسم میں گردش نہیں کرتا

ہمدردیِ احباب سے ڈرتا ہوں مظفر
میں زخم تو رکھتا ہوں نمائش نہیں کرتا

درودِ تاج

کروں آغاز اللہ کے نام سے صاحبِ رحمت و مہربانی ہے جو
رحمتوں سے نواز اپنی میرے خدا میرے آقا کو مولا کو سرکار کو

صاحبِ تاج وہ، شاہِ معراج وہ، شہسوارِ براق و امیرِ عَلَم
دافعِ ہر بلا،دافعِ ہر وبا، دافعِ قحط وامراض و رنج و الم

اسم لکھا گیا، اسم اونچا ہوا، اسم مُہرِ قبولِ شفاعت بھی ہے
اسم کی برکتیں، اسم کی رونقیں، اسم لوح و قلم کی امانت بھی ہے

کیاعرب کیاعجم سب کے سردار ہیں،سب کے سردار کاہے مقدس بدن
حرم و کعبہ کو وہ جو منور کرے،وہ مہکتی وہ پاکیزا سی اک کرن

چاشت گاہوں کاسورج وجود آپکا ،آپ ہر شب کی ظلمت کے ماہتاب ہیں
صدر بزمِ بلندی و رفعت کے ہیں،راہ گزارِ ہدایت کے ماہتاب ہیں

ساری مخلوق کی ہیں وہ جائے اماں،ساری تاریکیوں کے وہ روشن چراغ
نیک طینت ہیں وہ،نیک اطوار ہیں ان کے ہاتھوں میں ہیں بخششوں کے ایاغ

سَر سے پیروں تلک وہ کرم ہی کرم،رب حفاظت کرے بالیقیں آپ کی
اُن کے خدمت گزاروں میں جبریل ہے،اور سُواری براقِ حسیں آپ کی

سفر اُنکا ہے معراج اور سدرۃ المنتہٰی مستقر اور مقام اُن کا ہے
قاب قوسین کا مرتبہ اُنکا مطلوب ہے اور دارالسّلام اُن کا ہے

اور مطلوب ہی اُن کا مقصود ہے اور مقصود ہی اُن کا موجود ہے
آپ سارے رسولوں کے سردار ہیں،آپ کا صرف اللہ معبود ہے

بعدمیں سارے نبیوں کے آئے ہیں وہ،بخشوائیں گے ہر اِک گناہگار کو
ہر مسافر کی کرتے ہیں غمخواریاں،رحمتیں بانٹتے ہیں وہ سنسار کو

عاشقوں کے دلوں کی وہ تسکین ہیں،اورمُرادِ ہر اِک صاحبِ شوق کی
حق شناسوں کےخورشید وخاور ہیں وہ،سالِکینِ رہِ عشق کی روشنی

پیار محتاج ومفلس سے مسکین سے،ہر مقرب کی وہ رہنمائی کریں
جن و انساں کے سرادر دونوں حرم دونوں قبلوں کی وہ پیشوائی کریں

دنیا اورآخرت کا وسیلہ ہیں وہ ، رتبہِ قابَ قوسین جن کو مِلا
دونوں ہی مشرقوں مغربوں کا وہ رب،حاصل اُن کو خطاب اُسکے محبوب کا

جدِّ امجد ہیں حسنین کے اورہر جن و انساں کے آقاو مولٰی ہیں وہ
باپ قاسم کے بیٹے ہیں عبداللہ کے اور نورِ الٰہی کا حصّہ ہیں وہ

اے فدایانِ نورِ جمالِ نبی، آپ پر آل و اصحاب پر صبح و شام
جیسے حق بھیجنے کا ہے بھیجو بصد احترام و محبت درود و سلام